REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۱ — شمارہ ۲۹

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- مُنیر احمد خادم
نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرحِ چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:- بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۴۳۵۱۶

۱۴ محرم الحرام ۱۴۱۳ ہجری — ۱۶ وفا ۱۳۷۱ ہش — ۱۶ جولائی ۱۹۹۲ء

اخبارِ احمدیہ

بفضلہٖ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر رہے اور روح القدس سے آپ کی تائید و نصرت فرمائے۔ آمین

جن و انس کو صرف عبادت کیلئے پیدا کیا گیا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ

◉ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ○ (البقرہ آیت ۲۲)

ترجمہ:- اے لوگو! اپنے (اس) رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں (بھی) اور انہیں (بھی) جو تم سے پہلے گذرے ہیں پیدا کیا ہے تاکہ تم (ہر قسم کی آفات سے) بچو۔

◉ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖۤ اَحَدًا ○ (الکہف ۱۱۱)

ترجمہ:- تو (انہیں) کہہ (کہ) میں صرف تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں (فرق صرف یہ ہے کہ) میری طرف (یہ) وحی (نازل) کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی (حقیقی) معبود ہے پس جو شخص اپنے رب سے ملنے کی امید رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ نیک (اور مناسب حال) کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ الْمُغِیْرَۃِ قَالَ قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاہُ فَقِیْلَ لَہٗ لِمَ تَصْنَعُ ھٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا۔

ترجمہ:- حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت کے لئے قیام فرمایا یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک سوج گئے۔ آپ کو کہا گیا آپ ایسا کیوں کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پہلے اور پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ فرمایا کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ (مشکوٰۃ باب التحریض علی قیام اللیل)

تبرکات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

"اصل بات یہ ہے کہ انسان عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور عبادت دو قسم کی ہے (۱) ایک تذلل اور انکسار (۲) دوسری محبت اور ایثار اور انکسار کے لئے اس نماز کا حکم ہوا جو جسمانی رنگ میں انسان کے ہر ایک عضو کو خشوع اور خضوع کی حالت میں ڈالتی ہے یہاں تک کہ دل کے سجدہ کے مقابل پر اس نماز میں جسم کا بھی سجدہ رکھا گیا تا جسم اور روح دونوں اس عبادت میں شامل ہوں۔۔۔۔ خدائے عزوجل کی عبادت دو قسم کی ہے (۱) ایک توبہ استغفار یعنی اسکے آستانہ پر جھک کر گناہوں کا اقرار کرنا اور نہایت تذلل اور انکسار اور فنا کی حالت بنا کر اس سے اپنے گناہوں کی معافی چاہنا اور طہارت و تقویٰ کے حصول کے لئے اسکی مدد کی درخواست کرنا اور سچے دل سے اسکی جناب میں عہد کرنا کہ پھر ایسا گناہ نہ کریں گے۔ (۲) دوسری قسم عبادت کی یہ ہے کہ اسکی تمام خوبیوں اور کمالات کا ذکر کرکے اس کو یاد کرنا اور اسکی صفات ذاتیہ اور اضافیہ کا اقرار کرکے اسکی حمد و ثنا میں مشغول رہنا صفات ذاتیہ یہ کہ وہ اپنے کمالات اور ابدیت اور ازلیت اور تمام قدرتوں اور طاقتوں اور علم میں واحد لاشریک ہے اور صفات اضافیہ یہ کہ اس نے ہر ایک چیز کو پیدا کیا ہے تا اپنی خالقیت ثابت کرے اور اس نے بغیر کسی کے عمل کے زمین و آسمان کی ہزاروں نعمتیں انسانوں کے لئے مہیا کی ہیں تا اپنی رازقیت ثابت کرے اور وہ اسی دنیا میں عبادت اور مجاہدہ کرنے والوں کو ایک خاص عزت بخشتا اور خاص تائید کیساتھ ان کی اور انکے غیروں میں فرق کرکے دکھلا دیتا ہے۔" (چشمہ معرفت ۹۹)

جلسہ سالانہ قادیان

۲۶-۲۷-۲۸ فتح (دسمبر) ۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا!!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال جلسہ سالانہ قادیان ۲۶-۲۷-۲۸ فتح (دسمبر) ۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرما دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے جماعت کے لئے مبارک کرے۔ احباب اس عظیم الشان روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے عزم کرتے ہوئے تیاری شروع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ احباب کو پہلے سے بھی زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۲ء میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۶ وفا ۱۳۷۱ ہش

پاکستان کی بگڑتی ہوئی حالت

عبادت الٰہی سے روکنے کا انجام

پاکستان ان دنوں اپنی تاریخ کے نہایت تاریک اور خوفناک دور سے گزر رہا ہے جس مقصد کی خاطر پاکستان بنایا گیا تھا وہ مقصد تو خیر بہت دور کی بات ہے آج وہاں چھوٹی چھوٹی اخلاقی قدروں کا بھی نقدان ہو چکا ہے چوری، ڈکیتی، اغوا، لوٹ مار زنا، بچوں اور عورتوں کی بے حرمتی اور دیگر مختلف نوعیت کی بد اخلاقیاں ایک عام بات بن کر رہ گئی ہیں ویسے تو مذکورہ قسم کی بداخلاقیاں اس وقت تمام دنیا میں عام ہیں لیکن پاکستان میں ایسی حرکتوں میں ملوث وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو مذہبی وسیاسی رہنما کہتے ہیں جو اپنے آپ کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے یا اس سے نکال دینے کے ٹھیکیدار سمجھتے ہیں اور جو نظام مصطفیٰ کا علم اپنے ناپاک ہاتھوں میں لئے ہوئے ہیں۔

قارئین نے کچھ عرصہ قبل پاکستان کی ایک رقاصہ طاہرہ کے متعلق پڑھا ہوگا جس نے پاکستان کے ایوان اقتدار کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا جس کی حسین زلفوں میں کئی جبّہ پوش مولوی گرفتار ہو گئے تھے جن میں اس شخص کا نام بھی شامل تھا جو عالم دین ہونے کے علاوہ سینیٹ کا ایک ذمہ دار رکن تھا اور جس نے شریعت بل ترتیب دے کر ایوان میں پیش کیا تھا۔ یعنی مولوی سمیع الحق یہ وہی مولوی صاحب ہیں جو احمدیت کی مخالفت میں پیش پیش ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس حیات پر الزامات لگانے والوں کے نہ صرف حامی بلکہ ان میں شامل ہیں۔ اسی طرح بے چاری وینا حیات سردار شوکت حیات خان کی بیٹی جس کے ساتھ کئی ذمہ دار لوگوں پر اجتماعی طور پر زنا بالجبر کرنے کا الزام ہے اور جس میں پاکستان کے موجودہ صدر کا داماد عرفان اللہ مروت کا نام بھی شامل ہے۔ قدرت نے ان لوگوں سے بھی عجیب بدلہ لیا ہے۔ مخالفین احمدیت جو جو الزامات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ پر لگاتے ہیں ویسے ہی الزامات نہ صرف ان لوگوں پر لگائے جاتے ہیں بلکہ ان کی کالی کرتوتوں کے ثبوت مہیا ہو جاتے ہیں۔

قارئین کو علم ہے کہ پاکستان کے سابق فوجی حکمران ضیاء الحق نے اپنے ایک فیصلہ کے ذریعہ جماعت احمدیہ پر یہ پابندی عائد کر دی تھی کہ جماعت احمدیہ کے افراد کلمہ طیبہ مساجد پر لکھ نہیں سکتے مسجدوں پر اذان نہیں کہہ سکتے۔ مساجد میں اذان نہیں دے سکتے اور آزادی سے خدائے واحد کی عبادت نہیں کر سکتے اسی طرح اسلامی اصطلاحات کا استعمال نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ باوجود ان سب کالے قوانین کے احمدیوں کو تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خدائے واحد کی عبادت سے کوئی روک نہیں سکا اور آج بھی پاکستان کے مظلوم احمدی مساجد میں ہی نہایت شان سے نمازیں ادا کر رہے ہیں اور اگر عبادت الٰہی کی وجہ سے انہیں اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونے پڑیں تو وہ اسے اپنی عظیم سعادت خیال کرتے ہیں۔ لیکن پاکستان کی وہ حکومت اور پاکستان کے وہ مولوی جنہوں نے احمدیوں کو خدائے واحد کی عبادت سے روکا ہے آج وہ خود اسلام کے نام پر قائم ہونے والے اپنے ہی ملک میں اکثریت میں ہونے کے باوجود مساجد میں آزادانہ طور پر آنے جانے اور عبادت کرنے سے محروم ہیں۔ ایک خبر کے مطابق صوبہ سندھ میں جو ان دنوں فوج کے حوالہ کیا جا چکا ہے۔ حالات اس قدر خراب ہو چکے ہیں کہ لوگ آزادانہ طور پر مساجد میں نمازیں پڑھنے کے لئے نہیں آ سکتے۔ مساجد ویران ہو چکی ہیں لوگوں کی جان مال اور عزت محفوظ نہیں دن دہاڑے چوریاں ڈکیتیاں غنڈہ گردی اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی ایک عام بات بن گئی ہے اور یہ خطرناک صورت حال صرف سندھ ہی میں نہیں بلکہ پاکستان کے قریباً تمام صوبوں میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی ہے۔

حکومت وطاقت کے نشہ میں چور پاکستانی حکمران خواہ آج اس بات کو سمجھیں یا نہ سمجھیں لیکن جلد ہی حقیقت پسند عوام اس بات کو محسوس کر لیں گے کہ ذلت ورسوائی میں لپٹی ہوئی یہ خدائی مار احمدیوں کو عبادت الٰہی سے روکنے اور ان کے ساتھ ناانصافیاں کرنے کا نتیجہ ہے غور سے پڑھیئے! اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں کیا فرمایا ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

(البقرہ رکوع ۱۴)

ترجمہ:۔ اور اس (شخص) سے بڑھ کر کون ظالم (ہو سکتا) ہے جس نے اللہ کی مساجد سے (لوگوں) کو روکا کہ اُن میں اس کا نام لیا جائے۔ اور ان کی ویرانی کے درپے ہو گیا ان (لوگوں) کے لئے مناسب نہ تھا کہ ان (مساجد) کے اندر داخل ہوتے مگر (خدا سے) ڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی اُن کے لئے بڑا عذاب مقدر ہے۔

اسی طرح سورہ علق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يَنْهٰى ○ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ○ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ○ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ○ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ○ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ○ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًاۢ بِالنَّاصِيَةِ ○ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ○

(سورۃ العلق آیت ۱۰ تا ۱۷)

ترجمہ:۔ اے مخاطب! تو (مجھے) اس شخص کی حالت کی خبر دے جو ایک (عبادت گزار بندے کو جب وہ نماز میں مشغول ہوتا ہے (نماز سے) روکتا ہے (اے مخاطب) تو مجھے بتا تو سہی کہ اگر وہ (نماز پڑھنے والا بندہ) ہدایت پر ہو یا تقویٰ کا حکم دیتا ہو اور اس کو روکنے والا (ہدایت کا) منکر ہو اور (اس سے) منہ پھیرتا ہو تو پھر اس روکنے والے کا کیا انجام ہوگا) کیا وہ (اتنا بھی) نہیں جانتا کہ اللہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے (اس لئے وہ کان کھول کر سن لے کہ وہ غلطی کر رہا ہے) جس طرح وہ چاہتا ہے اس طرح ہرگز نہیں ہوگا۔ بلکہ اگر وہ (اپنے اس کام سے) باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر زور سے گھسیٹیں گے ایسی پیشانی کی چوٹی جو جھوٹی ہے اور وہ خطاکار بھی ہے۔" (ترجمہ از تفسیر صغیر)

اللہ تعالیٰ مخالفین احمدیت کو عقل اور سمجھ عطا فرمائے۔ (منیر احمد خادم)

شکریہ احباب ودرخواست دعا

میری اہلیہ محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ کی آنکھ کا آپریشن حیدرآباد میں کامیابی کیساتھ ہو گیا ہے ڈاکٹر نے پوری تسلی دلائی ہے ۲۹ رجون کو معائنہ کے بعد آٹھ دس فٹ کے فاصلہ سے انگلیاں دکھانے پر ٹھیک بتاتی رہیں کہ اتنی انگلیاں نظر آ رہی ہیں۔ دیوار پر بورڈ پر بڑے حروف سے بھی پڑھ لیے۔ الحمد للہ۔ بقول ڈاکٹر جسقدر نظر بحال ہونی ممکن ہے اسے ابھی کئی ماہ لگیں گے بتدریج نظر بہتر ہوتی جائیگی۔ پورے ٹانکے سال بھر کے بعد نکالے جائینگے۔ ابتدائی چالیس دن نازک ہوتے ہیں بعض اوقات انسانی جسم دوسرے جسم کا کاربنا پوری طرح قبول نہیں کرتا۔ کافی اتار چڑھاؤ آتے ہیں پھر چار تا چھ ماہ بڑی احتیاط کی ضرورت ہے پورا سال بخیریت گزر جانے پر ڈاکٹر مطمئن ہوتے ہیں۔ لہذا احباب جماعت کی دعاؤں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مزید دعاؤں کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رکھے۔ (خاکسار مرزا وسیم احمد مقیم حیدرآباد)

قطعہ

ایک فرعون زمانہ نے کیا جب ہم پہ وار
آسمانی وار سے خود ہو گیا مثل غبار
قادر مطلق نے اس کا توڑ ڈالا سب غرور
"کر دیا دشمن کو اک حملہ سے مغلوب اور خوار"

خواجہ عبد المؤمن اوسلو ناروے

خطبہ جمعہ

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے در سے صبر کی خیرات حاصل کرو پھر تم دیکھو گے کہ تمہیں عظیم تبدیلیاں پیدا کرنے کی طاقت حاصل ہوگی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بڑے سے بڑے دشمن تک بھی حق بات پہنچاتے تھے اور بے خوف ہو کر پہنچاتے تھے

ہر ملک کی جماعت کا اوّلین فرض ہے کہ جس ملک میں رہتے ہیں اس کے باشندوں کی طرف بھرپور توجہ کریں

از سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ ۱۵ ماہ ہجرت (مئی) ۱۳۷۱ ہش ۱۹۹۲ء بمقام احمدیہ مشن ہاؤس فرانس

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ۝ وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ۝

(سورہ حٰمٓ السجدہ: آیات ۳۴ تا ۳۶)

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

قرآن کریم کی جو آیات میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں ان سے جماعت بہت حد تک متعارف ہو چکی ہے کیونکہ نماز میں بارہا میں انکی تلاوت کرتا ہوں۔ اور بارہا خطبات میں اس مضمون کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ جو ان آیات کریمہ میں بیان ہوا ہے۔ یعنی

دعوت الی اللہ کا مضمون

قرآن کریم کی آیات میں یہ عظیم بات پائی جاتی ہے کہ باوجود اس کے کہ آپ اپنی طرف سے ایک مرتبہ ان آیات کے مضمون کو خوب کھول کر بیان کر دیں لیکن پھر جب دوبارہ ان پر غور کرتے ہیں تو ضرور کوئی نئی چیز انہی آیات میں سے پھوٹتی ہے جن کی طرف پہلے توجہ نہیں گئی ہوتی اور جن سے بنی نوع انسان کے لئے مزید فائدے کے سامان ہوتے ہیں۔

ان آیات پر جب میں نے جب بھی غور کیا ہمیشہ ان سے کچھ نہ کچھ نئی بات نظر آئی، کوئی نیا نکتہ ہاتھ آیا اور اسی لئے میں نے آج دوبارہ اس مضمون کو چھیڑتے ہوئے ان آیات کا سہارا لیا ہے۔ قرآن کریم جہاں تبلیغ کا مضمون بیان کرتا ہے وہاں صبر کے مضمون کو ضرور ساتھ باندھتا ہے کبھی براہ راست کبھی بالواسطہ لیکن تبلیغ اور صبر کو الگ الگ کر کے الفرادی طور پر ایک دوسرے سے جدا کر کے شکل میں پیش نہیں کیا گیا لیکن ان آیات میں جس صبر کی طرف اشارہ ہے وہ ایک بہت بڑے چیلنج کے نتیجہ میں پیش آنے والا صبر ہے۔ عام حالات میں جب انسان کسی کو تبلیغ کرتا ہے تو طبعاً ایک منفی ردّ عمل سامنے آتا ہے۔ اور تبلیغ سننے والا یہ سمجھتا ہے کہ شاید یہ بے وجہ اپنی طرف کھینچ رہا ہے مجھے شکار کرنا چاہتا ہے اور شکار کا ردّ عمل خواہ وہ حیوانی شکار ہو پرندوں کا ہو چوپاؤں کا ہو یا انسانوں کا ہو ایک ہی طرح ظاہر ہوا کرتا ہے۔ شکار اوّل طور پر شکاری سے بھاگتا ہے۔ اس لئے شکار کے ساتھ صبر کا مضمون خود بخود وابستہ ہو جاتا ہے لیکن یہاں ایک اور بات بیان ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا شکار جو خود شکاری ہوں اور جو دشمنی میں اپنی انتہاء کو پہنچے ہوئے ہوں۔

اس مضمون پر غور کرتے ہوئے میرے سامنے جو باتیں ہیں ان پر میں تفصیل سے آپ کے ساتھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ عام طور پر یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ جو مؤیّد ہو نرم مزاج ہو اور جس میں شر نہ پایا جاتا ہو صرف اسی کو تبلیغ کرنی چاہئے جہاں تک تجربہ کا تعلق ہے یہ درست ہے کہ وہ لوگ جن میں سعادت پائی جاتی ہے جو ظاہری طور پر نرم مزاج رکھتے ہیں ان میں تبلیغ نسبتاً زیادہ فائدہ دیتی ہے لیکن اس کا کوئی قاعدہ کلیّہ نہیں بنایا جا سکتا بعض لوگ ایسے ہیں کہ جن کی طبیعتوں میں نرمی پائی جاتی ہے اور مداہنت پائی جاتی ہے نرمی اخلاق کی وجہ سے نہیں بلکہ منافقت کی وجہ سے پائی جاتی ہے اور ایسے لوگوں کے ساتھ جب احمدیوں کا تبلیغ واسطہ پڑتا ہے۔ تو بعض دفعہ عمریں گذار دیتے ہیں لیکن ایک انچ بھی آگے نہیں جاتے اور بیچارے بھولے بھالے احمدی سمجھتے ہیں کہ وہ بہت شریف آدمی ہے۔ کبھی مخالفت نہیں کرتا ہمیشہ اچھی باتیں کرتا ہے مگر اپنی جگہ اسی طرح قائم جسطرح کہ پہلے تھا۔ اور اس کے ساتھ تعلقات میں انسان اپنی عمر ضائع کر دیتا ہے جہاں تک انسانی تعلقات کا معاملہ ہے، اس میں کوئی شک نہیں، کہ ہر شخص سے اچھا تعلق رکھنا چاہیئے۔ لیکن جب تبلیغ کی نیت سے تعلق رکھا جاتا ہے تو ایک مقصد اس کے پیش نظر ہوتا ہے مقصد یہ ہے کہ جس کو تبلیغ کی جائے وہ قریب تر آئے یہاں تک کہ وہ کلیۃً صداقت کی جھولی میں آ پڑے پس جہاں تک عام تعلق کی بات ہے اس سے کوئی بھی کسی کو منع نہیں کرتا۔ بلکہ قرآن کریم نے نصیحت فرمائی ہے کہ دُنیا داری کے تعلقات میں تم ہر ایک سے تعلقات رکھو لیکن جہاں بامقصد تعلق ہے وہاں مقصد راہنمائی کرے گا کہ یہ تعلق کتنی دیر تک قائم رہنا چاہیئے اور کہیں بے سود تعلق تو نہیں ہے

پس جو تبلیغ کی نیّت سے رکھا جاتا ہے۔

اس میں ضروری ہے کہ انسان اس بات پر نظر رکھے کہ جس سے تعلق رکھا جا رہا ہے وہ وقت کو ضائع تو نہیں کر رہا وہ قریب آ رہا ہے یا نہیں آ رہا۔ اگر ایک شخص اپنی جگہ پر اٹکا رہے اور انسان اس کے ساتھ عمر گنوا دے تو اس کی عمر ضائع جائے گی صرف اس کی نہیں بلکہ اور بھی بہت سے لوگوں کی عمریں ضائع جا رہی ہیں جن کی طرف وہ توجہ دے سکتا تھا پس جب ایک شکاری کا وقت ضائع جاتا ہے تو بہت سے نقصانات اس کو پہنچ رہے ہوتے ہیں ایسے شکار کے پیچھے لگا رہتا ہے جس کو چھوڑ کر دوسرا شکار اس کے ہاتھ آ سکتا تھا مگر یہ روحانی شکار ہے دنیا کے شکار میں تو یہ ہوتا ہے کہ اگر ایک شکاری ایک شکار کے ساتھ لگ جائے تو باقی پرندوں کے لئے غنیمت ہے ان کی قسمت جاگ گئی کہ ایک بے وقوف شکاری غلط سمت میں چلا گیا لیکن وہ روحانی پرندے جو ابراہیمؑ کے پرندے ہیں وہ تو ... کرنے کیلئے مارے جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب خدا سے شکار کا طریقہ سیکھا تھا تو یہی پوچھا تھا کہ مردوں کو کیسے زندہ کیا جاتا ہے؟ پس مومن کا شکار، اگرچہ باتیں شکار کی ہوں ... برعکس نتیجے کے لئے کیا جاتا ہے۔ دنیا کا شکاری مارنے کے لئے شکار

کرتا ہے۔ مومن زندہ کرنے کے لئے شکار کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی بھی یہی صفت بیان فرمائی گئی کہ جب بھی اللہ اور اس کے رسول تمہیں بلائیں لِیُحْیِیَکُمْ تاکہ وہ تمہیں زندہ کریں تو اسْتَجِیْبُوْا، اس وقت ان کی آواز پر لبیک کہا کرو۔ پس جب میں شکار کی اصطلاح استعمال کرتا ہوں تو یاد رکھیں کہ ہم نے زندہ کرنے کے لئے شکار کرنا ہے پس وہ شکار جو کسی آدمی کی غفلت کی وجہ سے زندگی سے محروم ہو گیا اور غلط توجہ کے نتیجہ میں عدم توجہ کا شکار ہو گیا اور اسی حالت میں اس کی جان نکل گئی اس کا گناہ بھی لوگوں کے سر آئے گا اس لئے مومن کو اپنی زندگی کے اوقات کی بڑی تفصیل سے نگرانی کرنی ہوتی ہے اس کے وقت کی ایک قیمت ہے اس کے وقت کے لمحہ لمحہ کا ایک حساب ہے۔ اور عام وقت کی طرح اس کا وقت نہیں ہے اسے اپنے وقت کے ہر حصے کی قیمت حاصل کرنی ہے یا اس کا حساب چکانا ہے اگر قیمت حاصل نہیں کرتا تو پھر خدا کے سامنے اسے حساب دینا ہے۔

پس جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ شرفاء میں تبلیغ ہونی چاہئے نرم لوگوں میں تبلیغ ہونی چاہئے اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن ساتھ ساتھ نگرانی بہت ضروری ہے کہ اس تبلیغ کا فائدہ ہے؟ نہیں ہے؟ کس حد تک ہے؟ اور ایک حد کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے اور انسان ایسے شخص سے ہاتھ کھینچ لے جو کسی طرح اثر قبول نہیں کرتا لیکن اس کے برعکس بھی ایک شکل ہے کہ بعض لوگ شدید مخالف ہوتے ہیں اور عام طور پر لوگ ان [illegible] کا شکار نہیں کرتے اس طرف رخ ہی نہیں کرتے قرآن کریم نے [illegible] میں خصوصیت سے ان لوگوں کا ذکر فرمایا ہے۔

فرمایا، فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ اے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور ان کے ساتھی شکاریو! تم بڑے بڑے خونخواروں کا شکار کرنے نکلے ہو ایسے لوگوں پر ہاتھ ڈالنے نکلے ہو جو تمہاری جان کے دشمن ہیں ان کا جب بس چلے تو وہ تمہیں ہلاک کر دیں، تمہیں تباہ و برباد کر دیں تمہارا کچھ بھی باقی نہ چھوڑیں، جاؤ اور خدا کا نام لیکر ان پر ہاتھ ڈالو اور ہم تمہیں گر سکھاتے ہیں کہ کس طرح ان پر فتحیاب ہونا ہے گر کی بات بعد میں آتی ہے لیکن پہلے دیکھیں کہ مومن کیلئے کتنا بلند مقصد بیان کر دیا۔ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ دیکھو اچانک تم کیا دیکھو گے کہ وہ شخص جو تمہارا شدید دشمن ہے کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ وہ جان نثار دوست میں تبدیل ہو جاتا ہے اس میں اس بات کی نصیحت ہے کہ دین کے بہت بڑے مخالف اور بظاہر سختی سے دین کے ساتھ ٹکرانے والے لوگ جن سے تمہیں خیر کی بظاہر کوئی امید نہیں ہے ان کا بھی رخ کیا کرو ان میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایسے جواہر پوشیدہ رکھے ہوئے ہیں کہ جب وہ ہاتھ آئیں گے تو بہت قیمتی خزانہ ہاتھ آئے گا۔ پس اسلام کے آغاز میں ہم یہی حالات دیکھتے ہیں کہ وہ جو جاہلیت میں اسلام کے سب سے بڑے دشمن تھے وہ جب مسلمان ہوئے ہیں تو اسلام کے سب سے بڑے دوست بن گئے اور اسلام کو ان کی وجہ سے غیر معمولی تقویت حاصل ہوئی۔ پس آپ اپنی تبلیغ میں دشمنوں پر بھی ہاتھ ڈالیں کیونکہ آپ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے غلام ہیں، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ ان لوگوں میں سے ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ساتھی ہونے کے دعویدار ہیں اور آپ کی غلامی کو اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ پس شکار کے وہ انداز سیکھیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے انداز ہیں۔ ابراہیمی انداز کو آگے بڑھا دیا گیا ہے۔ ابراہیمی [illegible] کو مزید صیقل کر دیا گیا ہے۔ مزید چمکایا گیا ہے۔ ابراہیم کو تو یہ حکم تھا کہ ان پرندوں کو پکڑو جو تم سے مانوس ہو سکتے ہیں اور یہ تبلیغ کا پہلا دور ہے [illegible] شرافت سے بات کو سنیں ان کے ساتھ تھوڑا سا پیار کیا جائے تو وہ [illegible] میں رکھتے ہوں اور پیار کا جواب پیار سے دینے والے [illegible] ابراہیمی طیور [illegible] لیکن حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے سپرد جو پرندے کئے گئے ہیں وہ خونخوار دشمن ہیں وہ برداشت نہیں کر سکتے کہ آپ کو دیکھیں بھی چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے جو پاک

تبدیلیاں کر کے دکھائیں وہ ایسے ہی لوگ ہیں جیسا کہ بیان فرمایا گیا ہے کہ تم دیکھو گے کہ تمہارے خونخوار دشمن جاں نثار دوست بن جائیں گے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ایسے پتھروں کو موم کر دیا ایسے پتھر پھاڑے اور ان سے زندگی کے چشمے بہا دئے کہ انبیاء کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال دکھائی نہیں دیتی ایک موقع پر ایک صحابی جنہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زندگی میں آپ کی صحبت میں کچھ سال گزارے تھے ان سے آنحضور (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) کے وصال کے بعد کسی نے سوال کیا کہ آپ ہمیں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا حلیہ بتائیں ہم آپ کے منہ سے سننا چاہتے ہیں آپ کی آنکھوں نے ان کو دیکھا ہے جس پیار اور محبت سے آپ وہ تذکرہ کر سکتے ہیں کوئی اور نہیں کر سکتا تو آپ ہمیں بتائیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کیسے تھے؟ یہ بات سن کر وہ صحابی جواب دینے کے لئے زار و قطار رونے لگے ان کی ہچکی بندھ گئی پوچھنے والے نے تعجب کیا کہ مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے۔ میں نے تو صرف اتنا سا سوال کیا تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا حلیہ بتائیے آپ کی شکل کیسی تھی؟ اور یہ صاحب بجائے حلیہ بتانے کے رونے لگے جب کچھ دیر کے بعد انہوں نے اپنے جذبات پر قابو پایا تو جواب یہ دیا کہ دیکھو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے زمانے میں میری زندگی پر دو ہی وقت آئے ایک وقت وہ تھا کہ میں دشمنی میں اتنا شدید تھا کہ نفرت کی وجہ سے میں اس چہرے کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ ان کے نام سے ہی ایسی کراہت آتی تھی اور ایسا غصہ آتا تھا کہ بارہا مواقع آئے مگر میں نفرت کی وجہ سے آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکا پھر

جب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے عشق کا غلام بنا

تو ایسی کایا پلٹی کہ محبت نے جوش مارا اور محبت کی وجہ سے اس وجود پر میری نظر نہیں ٹکتی تھی تو آج اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا حلیہ کیسا تھا تو خدا کی قسم میں نہیں بتا سکتا کیونکہ میری نظروں نے کبھی نفرت سے نہیں دیکھا کبھی محبت کے رعب سے نہیں دیکھا اور واقعتہً میں نہیں جانتا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا حلیہ تفصیلاً کیا تھا۔ پس دیکھیں کہ وہ اس آیت کریمہ کا کیسا زندہ ثبوت تھے کہ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ۔ جس طرح ہم کہتے ہیں اس طرح تم تبلیغ کر کے دیکھو اور ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ دشمنوں میں سے تمہیں حیرت انگیز طور پر محبت کرنے والے وجود ملیں گے پس دشمنوں کو نظر انداز نہیں کرنا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زندگی میں تو یہ تجربے اتنی دفعہ ہوئے ہیں اور اس کثرت سے ہوئے ہیں کہ ان کا کوئی شمار نہیں ہے سارے عرب کی بھی تو نفرت میں تقریباً یہی کیفیت تھی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دیکھیں کیسے سخت دشمن تھے وہ ایک واقعہ جو احد میں گزرا ہے جس کا دکھ جب بھی اسے پڑھتے ہیں انسان کے دل میں اس طرح تازہ ہو جاتا ہے جیسے کل کا واقعہ ہو یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم زخمی ہو کر نڈھال ہو کر شہیدوں کی طرح زمین پر جا پڑے اور آپ کے اوپر دوسری لاشیں آگریں ایسا تکلیف دہ واقعہ ہے کہ جب بھی انسان پڑھے تو اس کی عجیب گداز کی کیفیت ہوتی ہے بھیگی آنکھوں کے بغیر یہ واقعہ پڑھا ہی نہیں جاتا اور اس واقعہ میں سب سے بڑا نمایاں کردار خالد بن ولیدؓ نے ادا کیا تھا۔ یہ وہ جرنیل تھا جس نے موقعہ کی نزاکت کو سمجھا اور معلوم کر لیا کہ مسلمانوں سے کیا غلطی ہوئی ہے اور کفار کے بھاگتے ہوئے لشکر کو ایک دم بالکل پلٹ دیا ان کا رخ بدل دیا اور اپنے سواروں کے ساتھ مسلمانوں کے عقب سے حملہ کر کے وہ فتح جو تقریباً مکمل ہو چکی تھی اسے وقتی طور پر ایک شکست میں بدل دیا۔ یہ وہ خالد ہے۔ لیکن جب وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی محبت کے اسیر ہوئے جب آپ کے عشق کا تیر ان پر لگا تو ایسی کایا پلٹی کہ اس کے بعد پھر تمام زندگی ہر جہاد میں اس شوق سے حصہ لیا کہ کاش میں کبھی شہید ہوں لیکن یہ حسرت پوری نہ ہو سکی آپ نے اسلام کے لئے اس کثرت سے جہاد کیا ہے اور ایسی شاندار سپہ سالاری کی ہے کہ اسلام کے

جہاد کے نام کے ساتھ ہی خالد بن ولیدؓ کا نام اچانک اُبھر کر سامنے آجاتا ہے لیکن ایسی حالت میں جان دی کہ بستر پر پڑے ہوئے ہیں جان کنی کی حالت تھی ساتھیوں سے کہا کہ میرے پیٹ سے کپڑا تو اُٹھاؤ انہوں نے کپڑا اُٹھایا تو کہا کہ کوئی ایک انچ دکھاؤ جہاں زخموں کا نشان نہ ہو۔ میرا سارا جسم زخموں سے چُور ہے اور داغدار ہے جانتے ہو میں نے یہ زخم کیوں کھائے؟ اس شوق میں کہ میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دین کی خاطر جان دوں اور میں بھی شہیدوں میں شمار ہوں لیکن وائے حسرت کہ میرے مقدر میں یہ نہیں تھا اور آج بستر پر جان دے رہا ہوں یہ اس آیت کی سچائی کی ایک اور زندہ اور تابندہ مثال بن گئے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم عام پرندوں کے شکاری نہیں ہیں یہ تو شکاری پرندوں کے شکاری ہیں خونخوار جانوروں کے شکاری ہیں اور ان کی ایسی کایا پلٹتے ہیں کہ حیوانوں کو انسانوں اور انسانوں کو خدا نما انسان بنا دینے والے ہیں یہ اس آیت کا مضمون ہے کہ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ۔

پس اگر ہم جیسا کہ ہمارا یقین ہے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے نہ صرف غلام بلکہ عاشق غلام ہیں اگر ہم اس خاطر دنیا میں قائم کئے گئے ہیں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سنت کو دوبارہ زندہ کریں اور زندہ کر کے سارے عالم میں جاری کر دیں تو پھر ہمارا فرض ہے۔ ہمارا فرض کیا ہے؟ ہمیں تو اس بات کی لَو لگ جانی چاہیئے یہ دھن لگ جانی چاہیئے کہ

اپنی ذات میں اسوۂ محمدیؐ کو زندہ کر کے دکھائیں

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی زندگی دو طریق پر ہے ایک تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے خدا کے ساتھ زندہ ہیں اس زندگی پر کبھی کوئی موت نہیں آسکتی لیکن آپ کی ایک زندگی اُمتِ محمدیہ میں ہو کر ہے جہاں کوئی مسلمان روحانی طور پر مرتا ہے وہاں اس زندگی میں کمی آجاتی ہے جہاں کوئی مسلمان روحانی طور پر زندہ ہوتا ہے، وہاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اور زندگی ملتی ہے یہ وہ زندگی ہے جس کا ہر غلامِ محمدؐ سے تعلق ہے یہ وہ زندگی ہے جس کا آج جماعتِ احمدیہ کے ساتھ تعلق ہے۔ پس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اسوہ کو ہر میدان میں جب بھی زندہ کرنے کی آپ توفیق پائیں گے تو آپ یقین رکھیں کہ آپ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شان کو اپنے اندر زندہ کیا دعوت الی اللہ کی شان کو بھی اپنے اندر پوری طرح زندہ کریں۔ یہ مضمون ہے جو میں آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دشمنوں سے اور دشمنوں کے لیڈروں سے ڈریں نہیں بلکہ ان تک پہنچیں اور حکمت اور پیار کے ساتھ اس طریق پر جس طریق پر اس آیت نے آپ کو تبلیغ کا گُر سکھایا ہے ان کو بھی ضرور پیغام پہنچائیں جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان کو بعض دفعہ خدا تعالیٰ کے فضل سے حیرت انگیز طور پر بے شمار پھل عطا ہوتے ہیں کیونکہ دشمنوں میں سے جو لیڈر ہیں اگر وہ آئیں تو اکثر وہ اکیلے نہیں آتے بلکہ ان کے ساتھ قوم کی قوم آیا کرتی ہے بعض ملکوں سے تبلیغ کی رپورٹیں آتی ہیں ان میں ایسے واقعات کثرت سے ملتے ہیں کہ فلاں علاقے میں کوئی احمدیت کا نام نہیں سننا چاہتا تھا وہاں کا جو سب سے بڑا دشمن تھا ہم اس تک پہنچے اور جب باتیں کیں تو یہ معلوم کر کے حیران رہ گئے کہ اس کے اندر سعادت پائی جاتی تھی کچھ دیر میں اس نے اپنے رویہ کو تبدیل کیا۔ پھر اس نے دلچسپی لینی شروع کی۔ پھر وہ خدا کے فضل سے احمدی ہوا اور اس کے نتیجہ میں اب گاؤں گاؤں میں احمدیت پھیلنی شروع ہو گئی ہے ایسی ایک رپورٹ ابھی کچھ عرصہ ہوا انڈونیشیا سے بھی ملی کہ وہ صاحب جو ایک علاقے کے چیف کہلاتے تھے بڑے معزز اور کافی وسیع طور پر لوگوں میں اثر رکھنے والے تھے وہ پہلے احمدیت کی دشمنی میں اوّل اوّل تھے جب وہ احمدی ہوئے تو ان کا مشغلہ ہی یہ بن گیا کہ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں جاتے ہیں اور وہاں اعلان کرتے ہیں کہ دیکھو تم نے مجھے کیسا پایا وہ جب ان کو بتاتے ہیں کہ ہاں تم ہمارے پیر تھے اور پیر ہو تو کہتے ہیں کہ میں تو اب کسی اور کا مرید بن چکا ہوں۔ میں تو پیر نہیں رہا اب بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے تو پھر بعض دفعہ گاؤں والے جن میں شرافت ہے وہ کہتے ہیں کہ تم ہمارے اب بھی پیر ہو جدھر تم نے قدم رکھا ہے وہیں ہمارا قدم پڑے گا اور اللہ کے فضل کے ساتھ اس علاقہ میں جہاں پہلے احمدیت کا نشان بھی نہیں تھا وہاں کثرت سے جماعتیں بننی شروع ہو گئیں۔ یہ ایک ملک کی بات نہیں ہے ہر ملک پر یہ بات اسی طرح صادق آتی ہے یہاں بھی بہت سے ایسے نوجوان ہیں یا دوسری عمر کے لوگ ہیں جن کے اندر لیڈری کی صفات پائی جاتی ہیں ایسے ہیں جن کے اندر لیڈری کی صفات کے ساتھ اسلام دشمنی بھی پائی جاتی ہے اور وہ اسلام کی مخالفت میں یا حق کی مخالفت میں نمایاں طور پر [illegible] جس رنگ میں بھی وہ کوشش کر سکتے ہیں وہ کرتے ہیں ان تک بھی پہنچنا چاہیئے اور اس طرح پہنچنے کے بہت سے ذرائع ہیں۔ فرانس کو پیشِ نظر رکھ کر جب میں بات کرتا ہوں تو مجھے معلوم ہے کہ آج یہاں جماعت بہت چھوٹی ہے اور ابھی تک فرانسیسی قوم کے ساتھ ان کا گہرا رابطہ نہیں ہو سکا نتیجۃً آج تک فرانس میں جتنی بھی تبلیغ ہوئی ہے اکثر و بیشتر وہ غیر فرانسیسی کو ہوئی ہے مثلاً یہاں مراکو سے آنے والے لوگ ہیں یہاں افریقہ کے مختلف ممالک سے آکر بسنے والے لوگ ہیں یہاں پاکستانی ہیں جہاں تک تبلیغ ہوئی ہے عام طور پر ان لوگوں میں ہوئی ہے اور فرانسیسی کی جب بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ وہ دنیا پرست ہے، وہ دنیادار ہے، اُسے دین میں کوئی دلچسپی نہیں ہے جب بات کرتے ہیں تو وہ کورا سا جواب دے دیتا ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ہر قوم میں خدا تعالیٰ نے نیک فطرت لوگ رکھے ہوئے ہیں اور دشمنوں کی دشمنی کے بھیس میں بھی آپ کو بڑے نیک فطرت لوگ ملیں گے جو شدید مخالف دکھائی دیتے ہیں وہ جب نرم پڑتے ہیں تو ان کے اندر ایک حیرت انگیز انقلاب برپا ہو جایا کرتا ہے۔ پس آپ کی ہمت اگر ٹوٹ جائے تو فرانس کی ہمت ٹوٹ جائے گی ایک قوم کی قسمت آپ کے سپرد کی گئی ہے آپ نے ہمت نہیں ہارنی کیونکہ جب داعی الی اللہ ہمت ہار دیتا ہے تو درحقیقت اس ساری قوم کی ہمت ٹوٹتی ہے نصیحت کرنا بڑا مشکل کام ہے نصیحت کرنے کے لئے غیر معمولی طاقتوں کی ضرورت ہے اسی لئے قرآن کریم نے صبر کی تلقین فرمائی اور یہ وہ دوسرا پہلو ہے جو میں آج آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں فرمایا: فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ۔ وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ لیکن یاد رکھو یہ معجزے یوں ہی رونما نہیں ہو جایا کرتے دشمنوں کو دوست بنانا آسان کام نہیں ہے اس کے لئے صبر کی ضرورت ہے وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا لیکن اس کے علاوہ کچھ اور بھی ضرورت ہے کیونکہ سارا خطاب واحد میں ہے اور اس میں اوّل مخاطب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہیں اور آپ کو جو صبر عطا ہوا تھا وہ لفظ صبر کے تابع پوری طرح بیان نہیں ہو سکتا تھا اس لئے جہاں عام مومنوں کے صبر کا ذکر فرما کر جمع کے صیغہ میں یہ کہا کہ وما یلقّٰها الا ذو حظ عظیم — تو وہاں ساتھ ہی پھر واحد کی بات کی ہے کہ وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ اب جمع کو چھوڑ دیا ہے جس طرح پہلے کَ۔ کَ۔ یعنی تُو تُو تُو کر کے مخاطب کیا جا رہا تھا۔ مومنوں کا عمومی ذکر کرتے ہی خدا پھر واپس اسی مضمون کی طرف پلٹا ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے متعلق فرماتا ہے وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ اس عظیم مقصد کو ایک عظیم اخلاق کا حصہ رکھنے والے انسان کے سوا اور کوئی پورا نہیں کر سکتا وہ لوگ جو صبر کرتے ہیں ان کو بھی ملے گا لیکن اصل کامیابی جو غیر معمولی اور اعجازی کامیابی ہے وہ اس کو ملے گی جس کو حظِ عظیم عطا ہوا ہے 'حظ' حصے کو [illegible] ٹکڑے کو کہتے ہیں اور بہت عظیم ٹکڑا ملا ہے کس چیز کا ٹکڑا یہ بیان نہیں فرمایا صبر کی بات ہو رہی ہے اس لئے پہلے ذہن صبر کی طرف جاتا ہے اور اس پہلو سے جب ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو دیکھتے ہیں تو بلاشبہ ان سے بڑا صابر انسان کبھی دنیا میں پیدا نہیں ہوا ہر میدان میں صبر کی ہر آزمائش میں آپ اس شان سے پورے اُترتے ہیں کہ اس کی کوئی مثال کہیں دکھائی نہیں دیتی ذاتی نقصان کی کیفیت دیکھ لیجئے مختلف نوعیتوں کے ذاتی نقصان کی کیفیت دیکھ لیجئے اپنے عزیزوں اور پیاروں کے دکھ برداشت کرنے کی کیفیت کو دیکھ لیجئے۔ صبر کے جتنے بھی امتحان آسکتے ہیں وہ سارے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر زندگی کے مختلف ادوار میں مختلف شکلوں میں آئے اور حیرت انگیز طور پر آپ نے ہر امتحان میں نمایاں کامیابی [illegible]

ایسی جو چاند سورج کی طرح روشن کامیابی تھی اوّل زندگی میں آپ کے والد کا وصال بعض روایات کے مطابق آپ کی پیدائش سے پہلے ہو چکا تھا۔ یعنی پیدا ہی یتیم ہوئے ہیں اور چھوٹی عمر تھی کہ والدہ کا وصال ہو گیا اپنے بچپن میں والد اور والدہ کے بالکل بغیر آپکو دوسروں کے رحم و کرم پر زندگی بسر کرنا پڑی اور اس صبر کے ساتھ اور اس شان کے ساتھ آپ نے یہ دور گذارا ہے کہ اس میں احساس کمتری کو ایک ذرّہ بھی داخل نہیں ہونے دیا صبر کے امتحان، کیونکہ لوگ عام طور پر منفی صفات دیکھتے ہیں لیکن میں نے انسانی فطرت پر جہاں تک غور کیا ہے یتامیٰ کیلئے سب سے بڑا امتحان احساس کمتری کا امتحان ہوتا ہے جو یتیم یہ صبر نہ کر سکے وہ لازماً احساس کمتری کا شکار ہو جاتا ہے۔

اور احساس کمتری پھر بہت ہی بھیانک کردار پر منتج ہوتا ہے دنیا میں اکثر ٹیڑھے دماغ، خطرناک سوچیں سوچنے والے، دنیا کو غلط فلسفے دینے والے، اگر آپ ان کی زندگی کا جائزہ لیں تو زندگی کے کسی نہ کسی دور میں احساس کمتری کا شکار ہوئے ہوتے ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنی بے سہارگی اور یتیمی کا دور ان کیفیتوں سے متاثر ہوئے بغیر اس شان کے ساتھ گذارا ہے کہ آپ کے سپرد دنیا کا عظیم ترین کام کیا گیا ہے۔ یعنی نبیوں میں سے بھی جو کام آپ کے سپرد ہوا ہے وہ کسی اور نبی کے سپرد کر دیا نہیں گیا بلکہ اس کا ایک معمولی حصّہ بھی نہیں دیا گیا۔ ساری دنیا کی قیادت پر لا ڈالی۔ ایک ایسے شخص کے سپرد کیا گیا جس کے پاس نہ مال تھی۔ لوگوں کے رحم و کرم پر پلتا رہا اور جس نے جب دعویٰ کیا تو اپنی ساری قوم کلیۃً اس کی دشمن ہو گئی یہ حظِ عظیم کی بات ہو رہی ہے۔ حقیقت یہ تو اتنا بڑا کہ اس کی کوئی مثال دنیا میں کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ پھر آپ کے بیٹے ہوئے کہتے ہیں گیارہ بیٹے پیدا ہوئے اور گیارہ کے گیارہ چھوٹی عمر میں بہت بچپن میں یا چند سانسوں کے بعد یا چند مہینوں کے بعد فوت ہو گئے اور ہر بچے کی پیدائش پر دشمن ہنستا تھا اور مذاق اڑاتا تھا اور آپ کے متعلق طرح طرح کی باتیں کرتا تھا کہ دیکھو یہ تو لاولد مرا جاتا ہے اور دنیا کی بادشاہی کے دعوے کرتا ہے۔

مجھے یاد ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے متعلق جب ہم یہ ذکر پڑھتے تھے کہ بشیر اوّل فوت ہوا تو کس طرح دشمن نے بغلیں بجائیں۔ کس طرح صحابہ کے دل خون ہوئے اور صحابہ کے بعض واقعات جب پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ شدید تکلیف کی حالت میں تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کوئی اثر نہیں تھا آپ جانتے تھے کہ خدا کا وعدہ ضرور پورا ہوگا۔ یہ بچہ فوت ہو گیا ہے تو کوئی اور مقدّر والا بچہ بعد میں عطا ہوگا لیکن جو صحابہ رضی اللہ عنہم تھے وہ جانتے ہیں کہ اُن کے دل کی کیا کیفیت تھی اس واقعہ کو دیکھ کر جب میرا ذہن حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی طرف جاتا ہے تو ساری رُوح پگھل کر آپ کے لئے درود بن جاتی ہے۔ کتنی عظیم آزمائش تھی۔ ابتر کہنے والے چاروں طرف پھیلے پڑے تھے ہر بچے کی وفات کے بعد ابتر ابتر کے نعرے اُٹھتے تھے تبھی تو قرآن نے اس کو محفوظ فرمایا ہے۔ کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ (سورۃ الکوثر آیت ۴)

اے محمدؐ! تو دیکھے گا کہ تیرے دُشمن ابتر رہ جائیں گے اور ان کی اولادیں تیری اولادیں بن جائیں گی لیکن جہاں تک اسوقت کی دنیا کا تعلق ہے ان کو تو ان باتوں کی سمجھ نہیں تھی کہ روحانی طور پر یہ ساری کی ساری قوم محمدؐ مصطفیٰ کے قدموں میں لا کر ڈال دی جانے والی تھی وہ تو یہ دیکھتے تھے کہ ایک بیٹا فوت ہوا پھر دوسرا ہوا۔ پھر تیسرا ہوا۔ پھر چوتھا ہوا اور ہر دفعہ ہم مذاق اُڑا کر اسے اپنی دانست میں ذلیل اور رُسوا کر دیتے ہیں نہ محمدؐ کچھ کر سکتا ہے نہ محمدؐ کا خدا کچھ کر سکتا ہے۔ اب دیکھیں! آنحضرت پر ہر موت کے بعد کتنی شدت کے ساتھ یہ طعنہ آپ کے دل کو چیرتا ہوگا۔ لیکن آپ صبر اور عزم کا ایک پہاڑ تھے۔ ایک روایت آتی ہے کہ ایک عورت کا بیٹا فوت ہو گیا اور وہ اسکی قبر پر کھڑی شدید تکلیف کی حالت میں گریہ وزاری کر رہی تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اس کے پاس سے گذرے اور فرمایا بی بی! صبر کرو۔ اُس بیچاری کو پتہ ہی نہیں تھا کہ یہ کہنے والا کون ہے اس نے کہا کہ میرا اپنا بیٹا فوت ہو تو پھر پتہ چلتا ہے کہ صبر کیا ہوتا ہے پاس سے گذرتے ہوئے آرام سے کہہ دیا کہ صبر کرو۔ صبر کوئی آسان بات نہیں ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے صرف اتنا کہا کہ بی بی میرے گیارہ بچے پیدا ہوئے اور گیارہ فوت ہو گئے اور یہ کہہ کر آگے چل پڑے کسی نے کہا کہ اے نادان بے وقوف بڑھیا! تو نے کیا بات کی ہے یہ تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تھے وہ دوڑی دوڑی پیچھے گئی کہ یا رسول اللہؐ! مجھے معاف کریں میں صبر کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: صبر کا ایک وقت ہوا کرتا ہے وہ وقت گذر چکا ہے وقت تو ہر ایک کو صبر دے ہی دیتا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے متعلق جب یہ فرمایا کہ وہ صبر کرنے والا ہے تو صبر کہہ کر نہیں فرمایا۔ عام مسلمانوں کے ذکر پر فرمایا وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا اس عظیم مقصد کو صبر کرنے والوں کے سوا کوئی نہیں پا سکتا اور پھر دیکھو کہ ہمارے آقا و مولا کو کس طرح خدا کرکے ممتاز کرکے ان کا ذکر آیت کے اس حصے میں فرمایا وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ اس عظیم مقصد کو حقیقت میں پانے والا تو ہمارا محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہے کیونکہ اسے صبر ہی سے حظِ عظیم عطا کیا گیا ہے اور حظِ عظیم تو چونکہ پوری طرح کسی ایک مضمون سے باندھا نہیں گیا اس لئے حظِ عظیم میں وہ سارا پچھلا مضمون آ گیا ہے جو اس آیت کے شروع میں ہے اور اس پہلو سے ہمیں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی پیروی میں نہ صرف صبر سیکھنا ہوگا بلکہ حظِ عظیم میں سے کچھ نہ کچھ حصّہ تو پانا ہوگا اور اس کا پہلا حصہ یہ ہے کہ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ داعی الی اللہ ہو گے تو تمہاری بات اچھی ہوگی ورنہ ساری باتیں بیکار اور بے معنی ہیں۔ ساری عمر باتیں کرتے گزار دوگے ان میں حُسن پیدا نہیں ہوگا لیکن اگر تم اللہ کی طرف بلانے والے ہو تو تمہارا قول بہت ہی حسین ہے بات کرنی ہے تو یہ کرو وَعَمِلَ صَالِحًا مگر خالی اللہ کی طرف نہیں بلانا نیک اعمال کرکے دکھاؤ۔ بتاؤ کہ جس کی طرف بُلانے آئے ہو اس کے ساتھ تعلق ہے اللہ کے ساتھ تعلق ہو تو تمہارے اعمال میں پاک تبدیلی ہونی چاہیئے تمہارے اندر کشش ہونی چاہیئے تمہارے اندر روز بروز تبدیلیاں رونما ہوتی رہنی چاہئیں کیونکہ خدا تعالےٰ لامتناہی ہے اور اس سے تعلق رکھنے والا کبھی ایک مقام پر نہیں رہا کرتا اس کی زندگی مسلسل ایک سفر ہے جو خدا کی طرف ہے اور کبھی بھی کسی حالت میں بھی آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس نے اپنا سفر مکمل کر لیا پس یہ مضمون ہے جو اس آیت کریمہ میں بیان ہوا اور جس کے متعلق بعد میں شہادت دی کہ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ اس مضمون کو اپنے درجۂ کمال تک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے پہنچایا اور آپ نے ہر اُس صفت سے بڑا حصہ پایا ہے جو صفات اس آیت کریمہ میں بیان ہوئی ہیں پھر فرمایا:

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

جو چیز اچھی ہے اس کے ساتھ بُری چیزوں کا دفاع کرو

یعنی جب بھی کوئی تمہارے ساتھ بُرائی سے پیش آئے اس کے بدلہ میں نرمی سے پیش آؤ اور نیکی کی بات کرو تبلیغ میں انسان کو اس چیز سے روزمرّہ واسطہ پڑتا ہے اور انسان روزمرّہ ایسے دشمن کی باتیں سُنتا ہے جن کو پیار اور محبت سے سچائی کی طرف بُلایا جا رہا ہے لیکن وہ آگے سے بیہودہ بات کرتے ہیں سخت کلامی سے پیش آتے ہیں تمسخر سے پیش آتے ہیں اور جہاں جہاں بھی ممکن ہو وہاں پھر وہ جبر اور تشدّد سے بھی پیش آتے ہیں قتل کے بھی درپے ہو جاتے ہیں اس قسم کے مدمقابل سے ہر انسان کو جو دعوت الی اللہ کرنے والا ہے زندگی کے مختلف حصوں میں واسطہ پڑتا ہی رہتا ہے فرمایا یاد رکھو اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ احسن بات سے دفاع کرنا اور یہاں تو سیئۃ کا لفظ نہیں لیکن دوسری آیاتِ کریمہ میں سَيِّئَةَ کا ذکر ہے اور یہاں بعض باتیں عمداً چھوڑ دی گئی ہیں۔ اس سے مضمون میں وُسعت پیدا ہوتی ہے جب بھی تبلیغ کرنے نکلو اچھی بات تلاش کرو دلائل میں سے بھی بہترین چیز

طرز بھی وہ اختیار کرو جو سب سے اچھی نظر آئے جس میں کشش پائی جائے اور جب برائی دیکھو تو اسے حسن کے ذریعہ دور کرنے کی کوشش کریں۔ یہ صفات اگر تم میں آجائیں تو پھر تم دشمن کو دوست میں بدلنے کی اہلیت حاصل کر لو گے اور فرمایا جو مومن صبر کرتے ہیں انہیں ضرور یہ صفات ملتی ہیں اور ان کے مقابل پر یہ آتے ہیں لیکن ان تمام خوبیوں میں سے سب سے زیادہ شاندار حصہ اگر کسی کو ملا ہے تو وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تھے۔ وہ ذو حَظٍّ عَظِیْمٍ تھے۔ بدی کا جواب حسن سے دینے میں موزوں کلام کے لئے بہترین انتخاب کرنے کے لحاظ سے آپ سے بہتر کبھی دنیا میں کوئی پیدا نہیں ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی نصائح آپ احادیث میں پڑھیں۔ آپ کی طرز بیان کو دیکھیں دل عش عش کر اٹھتا ہے۔ ۱۴۰۰ سال سے اوپر گزر گئے کہ وہ باتیں کہی گئی تھیں مگر آج بھی زندہ ہیں۔ وہ سادہ سا کلام ایسی عجیب چمک اور ایسی شان رکھتا ہے کہ آنکھوں کو خیرہ کر دینے والا ہے۔ ایسا جذب رکھتا ہے کہ دل بے ساختہ اس کی طرف کھنچا چلا آتا ہے۔

پس یہ نصیحت آ رہی ہے کہ جب تم تبلیغ کے میدان میں نکلو تو صبر کرو۔ صبر کے بغیر تو گزارا ہونا ہی نہیں مگر اس سے آگے قدم بڑھاؤ اور اس کی پیروی کرو جسے حَظٍّ عَظِیْمٍ عطا ہوا تھا۔ جس کو تبلیغ کا ہر شان نیشے پورے عروج کے ساتھ عطا کی گئی تھی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اسوہ پر اگر چلنا ہے تو یہی بات یہ یاد رکھیں کہ چھوٹے بڑے ہر قسم کے شخص سے تبلیغی رابطہ رکھنا ہے خواہ وہ بظاہر نرم مزاج کا ہو یا سخت مزاج کا ہو۔ بڑے سے بڑا دشمن بھی ہو تو اس تک بھی بات پہنچانی ضروری ہے اور بغیر خوف کے اسے بات پہنچانی ہے۔ یہ بات یاد رکھتے ہوئے اسے بات پہنچانی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بڑے سے بڑے دشمن تک بھی حق بات پہنچاتے تھے اور بے خوف ہو کر پہنچاتے تھے۔ ایک موقعہ پر ابوجہل جو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے معاندین میں چوٹی کا معاند مشہور ہے۔ جب کبھی آنحضورؐ کے دشمنوں کی بات کرتے ہیں تو ابوجہل کا نام سب سے پہلے ذہن میں ابھرتا ہے اور دنیائے اسلام میں کسی اور دشمن کا نام معروف ہو یا نہ ہو لیکن اسلامی دنیا میں مشرق سے مغرب تک دشمن کا ایک نام ایسا ہے جو ہر مسلمان کو معلوم ہے اور وہ ابوجہل کا نام ہے۔ ایسا شدید معاند لیکن ایک مرتبہ ایک شخص فریاد لے کر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ!

ابوجہل نے میرا کچھ قرض دینا ہے

اور وہ دیتا نہیں۔ آپ نے حلف الفضول کیا ہوا ہے۔ آپ نے ایک زمانے میں یہ قسم کھائی تھی کہ جب بھی کسی غریب اور بیکس کی مدد کی ضرورت ہوگی آپ آگے آئیں گے۔ میں اس حلف الفضول کا حوالہ دیتا ہوں۔ آیئے میری مدد کریں۔ ایک لفظ کہے بغیر، ذرا سے تردد کے بغیر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اٹھ کر اس سمت روانہ ہوئے جہاں ابوجہل کے متعلق بیان کیا جاتا تھا کہ وہ بیٹھا ہوا ہوگا۔ وہ کہاں مجلسیں لگایا کرتا تھا۔ پس آپ اٹھ کر انہی مجالس کی طرف چل پڑے اور جا کر سیدھا ابوجہل کو مخاطب کر کے کہا کہ اے فلاں! یہ شخص ہے اس کے تم نے اتنے پیسے دینے ہیں۔ ٹال مٹول کرتے ہوئے بہت لمبا عرصہ ہو گیا ہے اب اسے ادا کرو اور اس نے بغیر اعتراض کے، بغیر تردد کے، بغیر بہانے کے اسی وقت اس رقم کی ادائیگی کے لئے احکام جاری کئے۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وہاں سے روانہ ہو گئے تو اس کے ساتھیوں نے اسے شرمندہ کیا، اسے ذلیل کیا کہ تم کیسے دشمن ہو۔ ہمیں تو اس شخص کی مخالفت میں ایسے بھڑکاتے ہو کہ آگ لگا دیتے ہو اور آج وہ آیا ہے اور اس نے تم سے ایک بات کی ہے لیکن تمہاری مجال نہیں تھی کہ اس کا انکار کر سکو اور وہیں تابع فرمان کی طرح اس کی بات پر عمل کر دیا۔ ابوجہل نے کہا کہ تم نے وہ نہیں دیکھا جو میں نے دیکھا ہے۔ عام حالات ہوتے تو میں اس شخص سے وہی سلوک کرتا جیسا میں ہمیشہ کرتا ہوں۔ مگر جب یہ مجھے کہہ رہا تھا کہ اس شخص کا حق ادا کرو اور میرے دل میں بغاوت کے جذبات اٹھ رہے تھے تو اس وقت میں دیکھ رہا تھا کہ جیسے دو

مست اونٹ ہوں اور مجھ پر جھپٹنے کے لئے تیار کھڑے ہوں۔ ان کے منہ سے جھاگیں بہہ رہی ہوں۔ اگر میں انکار کرتا تو مجھے نظر آ رہا تھا کہ یہ اونٹ مجھ پر پل پڑیں گے۔ یہ کیا واقعہ ہوا ہے؟ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تائید کا جو وعدہ ہے اور اپنے غلاموں کے حق میں جو وہ نشان دکھاتا ہے ان کی ایک مثال ہے۔ دشمن بھی ایسا جیسا ابوجہل لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم محض خدا کی خاطر اپنے ایفائے عہد کی خاطر ہر قسم کے جسمانی اور جانی خطرے کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس کی طرف چل پڑے تھے۔ اللہ نے اس کی ایسی قدر فرمائی کہ کشفاً ابوجہل کو دو اونٹ دکھائے جو مست اونٹ تھے اور جیسے حملے کے لئے تیار بیٹھے ہوں۔

یہ جو کیفیت ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ کشف اور الہام بھی مختلف نوعیت کے ہوا کرتے ہیں۔ بعض کشوف مخالفانہ کشوف ہوتے ہیں اور بعض کشوف موافقانہ کشوف ہوتے ہیں۔ نیک اور بد کی تمیز کشفوں کی اور الہاموں کی کیفیات سے بھی پتہ چلتی ہے۔ پس ابوجہل کا جو یہ کشف ہے یہ اس کے مخالف کشف تھا۔ اس کی تائید میں کشف نہیں تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تائید کا کشف تھا لیکن دکھایا اس کو گیا مگر یہ بات اس وقت ظاہر ہوئی جب خدا کی خاطر ایک بندے نے ہر قسم کی قربانی کا فیصلہ کر لیا اور بظاہر اپنی ہلاکت کے سامان اپنے ہاتھوں سے کئے۔ ایک دشمن کے منہ میں چلے جانا ایسی ہی بات ہے جیسے شیر کی غار میں انسان داخل ہو جائے اور پھر بغیر کسی اور ساتھی کے، بغیر کسی محافظ کے اٹھ کر چل پڑتے ہیں۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس جذبہ کی قدر فرمائی اس لئے آپ کو بچایا۔ پس یہ ہے وہ عظیم حصہ جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو ہر خلق میں عطا ہوا ہے اور آپ کو بھی ہر خلق میں سے کچھ نہ کچھ آنحضورؐ سے حصہ لینا ہوگا۔ آنحضورؐ نے تو ہر خلق میں سے حصۂ عظیم لے لیا ہے۔ لیکن جو حصے پیچھے چھوڑے ہیں وہ بھی اتنے ہیں کہ سارے مسلمانوں میں تقسیم ہو جائیں تب بھی ختم نہ ہوں اور جو حصے اپنائے ہیں اصل میں تو اپنانے والے وہی حصے ہیں۔ اُخلقِ عظیم میں سے جو حصے آپ نے اپنائے ہیں ان کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ میں نے ابھی یہ بات کی ہے کہ جو حصے چھوڑے ہیں وہی مسلمانوں میں تقسیم ہو جائیں تو ختم نہ ہوں۔ یہ فقرہ ایسا ہے جو اکثر لوگوں کو سنتے ہی سمجھ نہیں آئے گا۔ اس لئے کچھ وضاحت کرنا پڑے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے متعلق آتا ہے کہ آپ مکارم الاخلاق پر فائز کئے گئے تھے۔ اخلاق کی بہت سی قسمیں ہیں۔ کچھ چھوٹی چھوٹی قسمیں ہیں۔ کچھ بہت ہی اعلیٰ درجے کی قسمیں ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے متعلق جب یہ فرمایا کہ حصہ لیا ہے تو یہ شبہ پڑ سکتا ہے کہ بعض اخلاق چھوڑ دیئے ہیں، بعض لے لئے ہیں۔ اس کی وضاحت ضروری ہے۔ یہ ہرگز مراد نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ سچ میں سے وہ حصہ لیا جو سب سے زیادہ اعلیٰ درجے کا حصہ تھا اور اس کا اختیار کرنا سب سے زیادہ مشکل تھا۔ حیا میں سے وہ حصہ لیا جو سب سے زیادہ اعلیٰ پائے کا تھا اور جسے اختیار کرنا سب سے زیادہ مشکل تھا۔ ایثار میں سے وہ حصہ لیا جو اس سے پہلے کسی اور کو نصیب نہیں ہوا تھا۔ صبر میں سے وہ حصہ لیا جس کی کوئی اور مثال دنیا میں دکھائی نہیں دیتی تو حَظٍّ عَظِیْمٍ کہہ کر یہ نہیں فرمایا کہ بعض اخلاق میں آپ پیچھے رہ گئے۔ کچھ کو اختیار کر لیا اور کچھ چھوڑ دیئے۔ حَظٍّ عَظِیْمٍ میں عظیم کا لفظ بتا رہا ہے کہ سب سے بالا سب سے شاندار اخلاق کو آپ نے اپنا لیا اور جو چھوڑ دیئے ہیں وہ عام لوگوں کے اخلاق سنوارنے کے لئے بھی کافی ہیں۔ وہ ایسے اخلاق ہیں کہ جو عام طور پر دنیا میں کوئی اختیار کرے تو ہماری دنیا میں بہت ہی خلیق اور اعلیٰ اخلاق کے انسان کے طور پر شہرت پا لے۔ پس جب میں نے کہا کہ باقی اخلاق بھی اگر مسلمان اپنائیں تو اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا میں تو وہ بھی داخل ہو جائیں مگر ہمارے سید و مولیٰ کا جو کام ہے وہ بہت عظیم ہے۔ اس لئے ہمیں عام اخلاق سے بڑھ کر وہ حصہ جو محمد رسول اللہؐ نے اپنے لئے چنا ہے اس میں سے بھی کچھ آپ سے مانگنا چاہیئے اور اس میں سے بھی کچھ نہ کچھ اختیار کرنا چاہیئے۔ یہ وہ ..

ہے جیسے اگر آپ اچھی طرح سمجھ جائیں تو آپ کی دعوت الی اللہ کا کام مشکل ہونے کی بجائے آسان ہو جائے گا۔ مصیبت بننے کی بجائے ایک راحت میں تبدیل ہو جائے گا۔ ساری زندگی آپ اس کام میں لگے رہیں کبھی آپ نہیں تھکیں گے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم آخری سانس تک اس کام سے نہیں تھکے۔ آپ کو اس تکلیف میں راحت ملے گی جو اس راہ میں آپ اٹھاتے ہیں کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اس تکلیف میں راحت ملا کرتی تھی جو آپ اس راہ میں اٹھاتے تھے۔

پس حفظ عظیم کی طرف توجہ کریں اور کام اتنا بڑا ہے اور اتنا مشکل ہے کہ اس کے بغیر یہ مشکل ہمارے لئے آسان نہیں ہو گی۔ اب تک جو میں دیکھ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ بہت ہی کم ہیں جنہوں نے پوری سنجیدگی کے ساتھ اس طرف توجہ کی ہے۔ اور

جماعتوں میں سے بھاری اکثریت ایسے لوگوں کی ہے

جو جذبہ تو رکھتے ہیں لیکن اُن کو اُن کے نظام نے نہ تو باقاعدہ بچے کی طرح تربیت کرتے ہوئے اپنایا اور ان کو طریقہ سکھایا کہ کیسے تبلیغ کرنی ہے اور نہ اُن میں یہ استعداد ہے کہ از خود وہ کر سکیں۔ پس بہت سے امکانی داعیین الی اللہ ایسے ہیں جو بن سکتے تھے لیکن نہیں بن سکے۔ اس سلسلہ میں میں انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں امراء کو نصیحت کروں گا۔ انفرادی طور پر نصیحتیں ہیں جو جماعت کے ہر فرد سے تعلق رکھتی ہیں لیکن بہت سے ایسے ہیں جو نصیحت سنتے ہیں۔ نصیحت پر عمل کرنا چاہتے ہیں لیکن نہیں کر سکتے۔ ان کے لئے مربی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور مربیوں کے لئے پھر باقاعدہ ایک نظام کی ضرورت ہے۔ باقاعدہ نظام کے تابع ایسے مربی ہوں جو اُن بندوں تک پہنچیں، ان کی تربیت کریں۔ اُن کو ادنیٰ سے اعلیٰ مقامات تک پہنچائیں۔ پس ہمیں دونوں طرف باقاعدہ نگرانی کرنی ہو گی۔ کتنے احمدی ہیں جو خطبات کے اثر سے واقعۃً داعی الی اللہ بن گئے ہیں۔ کتنے ہیں جن کے اندر تمنائیں پیدا ہوتی ہیں لیکن وقت کے ساتھ آہستہ آہستہ ٹھنڈی پڑ جاتی ہیں۔ کتنی جماعتیں ہیں جہاں تبلیغ کے نتیجہ میں نمایاں طور پر کثرت سے لوگ مسلمان ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ کتنی ہیں جہاں شاید تبلیغ ہو رہی ہے لیکن اثر کوئی نہیں ہو رہا۔ اگر آپ جماعتوں کے حالات کو CATEGORIES کے طور پر تقسیم کرنا شروع کریں تو آپ کو بہت سے ایسے گروہ ملیں گے جن کی طرف نظام جماعت کو باقاعدہ توجہ کرنی ہو گی۔ اگر وہ نہیں کریں گے تو وہ گروہ ضائع ہو جائیں گے۔ ان کے اندر ذاتی طور پر یہ صلاحیت نہیں ہے کہ وہ اپنی نیکیوں کو عمل میں ڈھال سکیں۔

پس بہت سے کام ہیں جو نظام جماعت کو ادا کرنے ہیں۔ بہت سے کام ہیں جو ہیں انفرادی لیکن امیر جماعت کی ذمہ داری ہے کہ وہ نظر رکھے کہ کتنے افراد ان انفرادی پروگراموں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اگر وہ ایک دفعہ کہہ کر غافل ہو جاتا ہے تو اس نے اپنی امارت کا حق ادا نہیں کیا کیونکہ اس کے لئے بھی صبر کا مضمون ہے اور نصیحت کرنے والے کو سب سے زیادہ صبر میں سے حصہ لینا چاہیئے۔ یہ مضمون بھی میں نے اسی آیت کریمہ سے سیکھا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو جو یہ فرمایا کہ وہ حظ عظیم رکھنے والا انسان ہے تو پہلے صابرین کا ذکر کر دیا تھا۔ اس میں ایک بہت گہرا راز ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ صابر بنانے والا جس نے اپنے ساتھیوں کو ایسا صابر بنا دیا کہ خدا کو پیارا ہے ان کا ذکر کر رہا ہے۔ اندازہ کرو کہ وہ خود کتنے بڑے صبر والا ہو گا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ جو خود صبر والا ہو وہی دوسرے کو صابر بنا سکتا ہے اور جس میں آپ صبر نہ ہو وہ کسی کو صبر کی تلقین نہیں کر سکتا تو فرمایا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے صبر کا اندازہ کرو کتنا بڑا حصہ پایا ہو گا کہ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا جتنے ایمان والے ہیں تم دیکھ رہے ہو یہ محمد مصطفیٰ کی کوششوں کا ہی پھل ہیں۔ انہی کے اخلاق کی خیرات ہیں کہ اتنے صبر کرنے والے پیدا ہوئے ہیں۔ پس تم بھی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے در سے صبر کی خیرات حاصل کرو۔ پھر تم دیکھو گے کہ تمہیں عظیم تبدیلیاں پیدا کرنے کی طاقت عطا ہو گی اور تم وہ کام کر دکھاؤ گے جو ابتدا ہی سے ناممکن دکھائی دیتے ہیں۔ پس فرانس

کو ہو یا جرمنی ہو یا ہالینڈ ہو یا دنیا کا کوئی اور ملک، ہر ملک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ملک ہے کیونکہ آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا گیا ہے۔ ہر ملک کی جماعت کا اولین فرض ہے کہ جس ملک میں رہتے ہیں جس ملک کا نمک کھاتے ہیں جس ملک کا پانی پیتے ہیں اس کے باشندوں کی طرف بھرپور توجہ کریں اور اُن میں سے لیڈر صفات لوگ چنیں خواہ وہ دشمنی میں آگے بڑھے ہوئے ہوں۔ اگر وہ ہمت اور صبر اور اخلاق محمدی کے ساتھ ان کو تبلیغ کریں گے تو میں یقین دلاتا ہوں کہ اچھے دشمنوں میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دین پر جان نچھاور کرنے والے دوست پیدا ہو جائیں۔۔ خدا کرے کہ فرانس کی جماعت کو فرانس میں اور دیگر ملکوں کی جماعتوں کو دیگر ملکوں میں یہ روحانی انقلاب برپا کرنے کی توفیق عطا ہو۔

یہ ہیں جماعت احمدیہ کے مخالفین

از: مکرم سید رشید احمد صاحب سونگڑوی جمشید پور (بہار)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ اور آپؑ کے ذریعہ اذنِ الٰہی سے قائم ہونے والی جماعت احمدیہ پر سو سال گذر چکے ہیں۔ اس عرصہ میں ایک طرف اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے جلوے بھی ظاہر ہوتے رہے ہیں تو دوسری طرف مخالفت کی آندھیاں بھی چلتی رہی ہیں۔ مگر بدقسمتی یہ ہے کہ اسلام کی اس نشاۃ ثانیہ کی مخالفت کرنے والوں میں صرف غیر مسلم نہیں بلکہ وہ لوگ ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور مخالفت کرتے ہوئے اِن سے عجیب و غریب واقعات ظاہر ہوئے ہیں۔

فی الوقت صرف تین واقعات کو پیش کرنا مقصود ہے جن سے مخالفین احمدیت کی نیت کا اندازہ ہو سکے (اِلَّا ماشاء اللہ) اور اُن کے کردار کی حقیقت ظاہر ہو سکے۔

محترم جناب وحید الدین خان صاحب صدر اسلامی مرکز نئی دہلی نے پاکستان کا دورہ کیا اور واپسی پر اپنے ماہنامہ الرسالہ بابت جولائی ۱۹۸۵ء میں اپنے سفر کے مشاہدات لکھے۔ اِن میں سے ایک مشاہدہ یوں تحریر فرمایا:-

”عجیب بات ہے کہ پاکستان میں بے شمار اسلامی جماعتیں اور اسلامی تنظیمیں ہیں مگر غالباً کوئی ایک جماعت یا تنظیم ایسی نہیں ہے جس کے پروگرام میں یہاں کے غیر مسلموں تک اسلام پہنچانا شامل ہو۔ پاکستان میں ہندو اور عیسائی قابل لحاظ تعداد میں آباد ہیں مگر مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کیلئے تو انہوں نے بے پناہ ہنگامے کئے مگر غیر مسلموں کو اسلام کی رحمت میں داخل کرنے کے لئے کوئی بھی قابل ذکر کوشش اب تک پاکستان میں وجود میں نہ آسکی حالانکہ اِس ملک میں عیسائی زبردست تبلیغی کوشش میں مصروف ہیں۔ یہی حال ساری دُنیا کے مسلمانوں کا ہے۔ وہ لوگوں کو جہنم میں ڈالنے کے لئے تو بہت بے قرار ہیں مگر لوگوں کو جنت میں پہنچانے کے لئے ان کے اندر کوئی تڑپ نہیں پائی جاتی۔“ (صفحہ ۳۷)

ہم نے اِس شہادت کو اِس لئے نقل کیا ہے کہ آئندہ زمانے میں جب اِن ہی مخالفین کی سعادت مند نسلیں احمدیت کی آغوش میں آئیں گی تو پھر اپنے آباؤ اجداد کی طرف خود کو منسوب کرنا گوارہ کریں گی یا نہیں فیصلہ کریں۔

عصر حاضر کے مخالفین احمدیت سے قبل یعنی اِن کے اسلاف نے بھی عجیب و غریب کارنامے کئے ہیں۔ ۱۹۲۴ء کا واقعہ ہے کہ حضرت نعمت اللہ خان رضؓ کو افغانستان میں (جہاں اُس وقت سے اب تک قتل و غارتگری کا سلسلہ جاری ہے اور امن قائم نہیں ہو سکا ہے) سنگسار کر دیا گیا۔ اُن کا جرم یہ تھا کہ وہ احمدی تھے۔ اُس دور کے دانشوروں نے اِس فعل کو ظلم قرار دیا۔ اور اس ظلم کے خلاف آواز اُٹھائی۔ (ناشکر گذاری ہو گی اگر اس وقت مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا نام نہ لیا جائے کیونکہ موصوف باوجود احمدیت کے مخالف ہونے کے اُنہوں نے اِس ظلم کے خلاف بجا آواز اُٹھائی) مگر دیوبند سے نہ صرف اِس سنگساری کے فعل کو جائز قرار دیا گیا بلکہ اِس فعل کے جواز کے لئے فتویٰ نہ ملنے پر قرآن مجید کو نامکمل قرار دیا گیا

کیونکہ یہ کہا گیا ہے کہ قرآن مجید میں ایسی آیت تھی جس میں ایسے لوگوں کو سنگسار کرنے کا حکم تھا۔ چونکہ وہ آیت منسوخ آیتوں میں سے ہو گئی مگر وہ بھی کلام اللہ ہے۔ اور واجب العمل بھی تفصیل اس اجمال کی مندرجہ ذیل مطبوعہ چٹھی سے ہوتی ہے۔

"کیا موجودہ قرآن مکمل نہیں
علماء کرام سے استمداد
مسلمانان ہندوستان سے اپیل۔

نعمت اللہ خان کی سنگساری کے متعلق زمیندار، سیاست اور بعض دوسرے اسلامی جرائد میں اکثر مضمون شائع ہوتے ہیں جنکو میں نے ہمیشہ دلچسپی اور غور سے پڑھا۔ اگرچہ اصل واقعہ کے متعلق راقم الحروف کو کچھ زیادہ دلچسپی نہیں کیونکہ خاکسار احمدی جماعت کے دونوں فرقوں میں سے کسی فریق سے کچھ تعلق نہیں رکھتا اور نہ ہی احمدی اخبارات کے پڑھنے کا چنداں اتفاق ہوا لیکن نعمت اللہ خان کی سنگساری کی بحث میں مجھ پر ایک ایسا انکشاف ہوا ہے جس کو میں بلا مبالغہ حقیقت کبریٰ کے انکشاف سے تعبیر کرتا ہوں۔

مجھے بعض احباب کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ قرآن مجید میں رجم (سنگساری) کے متعلق ایک آیت نازل ہوئی تھی جو موجودہ نسخہ قرآن مجید میں نہیں۔ اس زبانی روایت کی تحریری تصدیق کا سہرا جناب مولانا مولوی میرک شاہ صاحب دار العلوم دیوبند کے سر ہے جنہوں نے روزنامہ سیاست مورخہ ۱۹؍ اکتوبر میں ایک مبسوط مقالہ سپرد قلم فرما کر مسلمانان ہندوستان کو اپنا رہین منت کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ آیت الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما آنحضرت صلعم پر نازل ہوئی تھی جس کے متعلق صاحب مقالہ حضرت عمر کی طرف بخاری کی روایت سے یہ الفاظ منسوب کرتے ہیں "اللہ جل شانہ نے حضرت محمد صلعم کو اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا اور آپ پر کتاب بھی نازل فرمائی۔ اس کتاب کی آیت میں رجم کی تلاوت کی اور اسکو سمجھا اور یاد بھی کر لیا۔ نبی صلعم نے رجم بھی فرمایا۔ اور ہم نے (خلفاء راشدین اور صحابہ کرامؓ) نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رجم (سنگساری) کے حکم پر عمل کیا۔ اب جبکہ آیت رجم باوجود معمول بہ رہنے کے بھی مرفوع التلاوت ہو چکی ہے مجھے خطرہ ہے کہ امتداد زمانہ کے سبب سے کوئی کہنے والا یہ کہے کہ قسم اللہ کی ہم کو کہیں بھی کتاب اللہ میں رجم کی آیت نظر نہیں آتی"۔

یہ دیکھ کر مجھے سخت افسوس ہوا کہ ہم مسلمانوں کی بدبختی اور غفلت کا یہ نتیجہ ہے کہ آج تک ہمارا قرآن مجید مکمل صورت میں شائع نہیں ہو سکا قرآن مجید میں تو خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ یعنی اس قرآن مجید کو ہم نے ہی اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ یہ وعدہ بالکل سچا ثابت ہوا کہ قرآن مجید میں جو آیات تھیں وہ تو محفوظ ہو چکی تھیں اور جو باقی رہ گئیں وہ بھی خدا کے فضل سے باوجود ۱۳۴۳ سال گذر جانے کے بحفاظت تمام ہم تک پہنچ گئیں۔ یہ علماء کرام کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے لیکن قابل افسوس امر یہ ہے کہ اس قسم کی آیات قرآن مجید میں اب تک مدون نہیں ہوئیں حالانکہ بقول حضرت مولانا مولوی میرک شاہ صاحب مدظلہ العالی وہ آیات واجب العمل ہیں ہمارے ناقص ہیں اب وہ وقت آ گیا ہے کہ قرآن مجید کو مکمل کر دیا جائے۔ اس لئے میں حضرت مولانا مولوی میرک شاہ صاحب کی خدمت میں بالخصوص اور دوسرے ان علماء ہند کی خدمت میں بالعموم جنکو اس قسم کی آیات یاد ہوں مودبانہ التماس کرتا ہوں کہ وہ تمام ایسی آیات جو قرآن مجید میں نہیں لیکن ان کو یاد ہیں تحریر فرما کر جناب مولوی میرک شاہ صاحب قبلہ کے پاس بھیج دیں تاکہ مولانا ممدوح ان آیات کو یا بطریق مقدمہ سورۃ فاتحہ سے پہلے یا بطریق تکملہ سورۃ والناس کے بعد یا کسی سورۃ قرآن مجید کے اندر جہاں ان کا موقع اور محل ہو درج فرما کر ایک مکمل قرآن تیار کر دیں اس مکمل قرآن مجید کی مصارف طباعت کا انتظام انشاء اللہ میں خود کروں گا۔ لیکن مسلمانان ہندوستان سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ براہ مہربانی اس مکمل قرآن کی اشاعت میں میرا ہاتھ بٹائیں اور درخواست ہائے خریداری جلد بھجوائیں۔

اس کا ہدیہ انشاء اللہ ایسا ہوگا کہ ہر ایک مسلمان ادا کر سکیگا۔ کیونکہ غرض مکمل قرآن کی اشاعت عام ہے نہ کہ طلب منفعت اس کی ایک نقل، زمیندار، سیاست اہل حدیث پیغام صلح۔ الفضل، وکیل، مدینہ و دیگر اخبارات میں بھیج کر ملتمس ہوں کہ مہربانی فرما کر اپنے قیمتی اخبار میں درج فرما کر عند الناس و عند اللہ ماجور ہوں۔

ہر قسم کی خط و کتابت کیلئے پتہ ذیل ہے
زین العابدین۔ معرفت پوسٹ ماسٹر لاہور
خاکسار ۔ زین العابدین

(منقول از الفضل ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۲۴ء ص جلد ۱۲ شمارہ [illegible])

عیاں را چہ بیاں ہے

بدگمانی نے تمہیں مجنوں و اندھا کر دیا
ورنہ تھے میری صداقت پر براہیں بے شمار
جہل کی تاریکیاں اور سوء ظن کی تندباد
جب کبھی ہوں تو پھر ایماں اڑے جیسے غبار

بہرحال احمدیت کے مخالفین کبھی کبھی آپس میں بعض وجہ اختلاف میں تضاد رکھتے ہوئے احمدیت کی مخالفت کے موضوع پر متفق ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ مخالفین، قدیم ہوں یا جدید سب ہی خدا کے اس لگائے ہوئے پودے کو اکھیڑنے کی کوشش کرتے رہے ہیں آخر کیوں؟ اس سے ان کو کیا فائدہ ملتا ہے؟ جواب ملاحظہ ہو جناب سیفی کاشمیری صاحب سابق جنرل سیکرٹری مجلس احرار کی شہادت:

"اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر جو کچھ مجھ کو احرار کے سرکردہ لیڈروں کی معیت احرار کے دفتر مرکزی میں ایک لمبے عرصہ کی رہائش اور زعماء احرار کی پرائیوٹ مجالس کی کارروائی سننے کے بعد حاصل ہوا تھا۔ خدائے وحدہ لاشریک کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے قطعی اور یقینی طور پر کہتا ہوں کہ مجلس احرار کی مرزائیت یا قادیانیت کے خلاف تمام تر جدوجہد اور قادیان کے خلاف یہ سب پراپیگنڈا محض مسلمانوں سے چندہ وصول کرنے اور کونسل کی ممبری کے لئے ان سے ووٹ حاصل کرنے کے لئے ہے.... میرا یہ بیان محض ایک خیال یا نتیجہ نہیں جو واقعات سے اخذ کیا گیا ہو بلکہ میں نے خود احرار کے بڑے بڑے لیڈروں کو بارہا یہ کہتے سنا کہ حصول مقصد کے لئے قادیانیوں کے خلاف پروپیگنڈا ایک ایسا ہتھیار ہمارے ہاتھ میں ہے جس سے ہم تمام مخالفوں کو زیر کر سکتے ہیں اور ہر قسم کی مالی یا انتخابی مشکل اس سے حل ہو سکتی ہے۔" (زمیندار ۲۸؍ اگست ۱۹۳۶ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ہفتم صفحہ ۴۲۶)

معلوم ہوا کہ مخالفین احمدیت کے نزدیک احمدیت کی مخالفت وہ سنگ پارس ہے جسے اس نے چھوا وہ سونا بن گیا۔ بہرحال ہمیں اس سے فی الوقت کوئی بحث نہیں کہ اتنی مخالفت کے باوجود احمدیت کا کیا بگڑا اور ان مخالفین کا کیا انجام ہوا۔

سو سالہ دور میں مخالفت کی کئی آندھیاں اٹھیں کئی صورتوں سے اٹھیں اور گرد کی طرح بیٹھ گئیں اور تاریخ کے سینے میں واقعات محفوظ ہوتے رہے۔ مگر زمانہ گذرنے کے ساتھ آنے والے مخالفین ایسے واقعات کو شاید غلط سمجھیں یا غلط سمجھانے کی کوشش کریں مگر بعض تاریخی باتیں ایسی ہیں جو قدیم کے مخالفین کے لئے جس طرح چیلنج بنی تھیں جدید کے مخالفین بلکہ آئندہ کے مخالفین کیلئے بھی چیلنج بنی رہینگی۔ چنانچہ اسکی ایک مثال ملاحظہ ہو۔

۱۹۲۲ء کے اوائل میں مخالفین احمدیت نے اپنا جلسہ قادیان میں کیا۔ اس وقت کے امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ان کو تحقیق حق کے لئے تبادلہ خیالات اور بالآخر مباہلہ کی بار بار دعوت دی جس پر مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنی ایک تقریر میں یہ جواب دیا کہ میں بڑی حیثیت کا مالک ہوں اور آپ سے مخاطب ہونا بھی اپنی ہتک سمجھتا ہوں اور اس کے ثبوت میں کہا کہ کلکتہ تک آپ میرے ساتھ چلیں تو اس سے معلوم ہو جائیگا کہ پھول کس پر نچھاور ہوتے ہیں اور پتھروں کی بارش کس پر ہوتی ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس کا یہ جواب دیا کہ "اگر مولوی صاحب نے اپنی حیثیت کا پتہ لگانا ہے تو اس کا یہ ذریعہ ہے کہ مولوی صاحب بھی اعلان کریں اور میں بھی اعلان کرتا ہوں کہ ایک سو آدمی جو کم سے کم پچاس روپیہ (یہ ۱۹۲۲ء کی بات ہے موجودہ دور میں اس کا اندازہ اس سے بہت زیادہ ہوگا۔ ناقل) ماہوار کے ملازم ہو یا علم دین کے واقف ہوں تبلیغ اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں اور اشاعت اسلام کیلئے چین یا جاپان یا امریکہ کی طرف نکل جائیں پھر دیکھیں کہ مولوی صاحب کی تحریک پر کس قدر آدمی اپنی نوکریاں یا پیشہ بستہ داروں کو چھوڑ کر اسلام کی تبلیغ کیلئے نکل کھڑے ہوتے ہیں اور میری تحریک پر کس قدر ابھی اسی جگہ مولوی صاحب بھی اعلان کر دیں اور میں بھی اعلان کرتا ہوں ابھی اس کا امتحان کر لیا جائے کہ اس وقت جو ان کے ہزاروں ہمخیال جمع ہیں ان میں سے کس قدر انکی بات مانتے ہیں اور میرے چند سو مبائع جو اس وقت موجود ہیں ان میں سے کسقدر میری بات کو مانتے ہیں.... پتھر کھانے سے گو یہ ثابت ہو جائیگا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا قائم مقام کون ہے۔ مگر اسلام کو کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ مگر اس تجویز سے جو میں پیش کرتا ہوں اسلام کو بھی فائدہ ہوگا"

(منقول از تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ ۳۰۶)

ایک سو چھبیس ملکوں میں قائم ہونے والی جماعت، جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی کہ وہ کلام اللہ کا سو زبانوں میں ترجمہ کر سکے اس کے بندوں تک پہنچا سکے نیز بالغ واقف اولاد کے سلسلہ کے علاوہ پانچ ہزار سے زیادہ احمدی ماؤں کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دے دی کہ وہ اپنے ہونے والے بچوں کو اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے وقف نو میں شامل کر دیں جو آئندہ ہونے والے غلبہ اسلام کیلئے کام آ سکیں۔ مگر مخالفین احمدیت کے نصیب میں کیا ہاتھ آیا۔

خود نوشت حالاتِ زندگی

دوسری قسط

حضرت خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب رضی اللہ عنہ

مکرم شیخ خورشید احمد صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل حال مقیم ٹورانٹو کینیڈا

خواجہ کمال دین صاحب مرحوم کو یہ غلطی لگتی رہی کہ شاید میں نے ان کے لیکچر سے متاثر ہو کر احمدیت قبول کی تھی لیکن بعد میں ان پر انکشاف ہو گیا تھا کہ حقیقت یہ نہ تھی۔ خواجہ کمال دین صاحب مرحوم کی تقریر والے جلسے کے بعد ہم لوگ زمین پر بیٹھ گئے اور حقہ کا دور چل پڑا۔ اس وقت میں حقہ پیا کرتا تھا لیکن میں نے خواجہ صاحب مرحوم سے دریافت کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حقہ کے متعلق کیا خیال تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور نے اسے حرام تو نہیں ٹھہرایا لیکن حضور اس کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ میرے دل نے اسی وقت یہ فتویٰ دیا کہ جس چیز کو امام مہدی علیہ السلام نے ناپسند کیا اسے ترک کر دینا چاہیئے چنانچہ اسی مجلس میں اس کے بعد میں نے حقہ پینے سے پرہیز کیا اور [illegible] پر نوٹ کرسی کو بتایا نہیں کہ میں نے تمباکو نوشی ترک کر دی ہے جب تک کہ میرے اس ارادے پر کوئی بچاس ایک گھنٹے نہیں گذر چکے تھے۔ اس جگہ میں یہ بات بیان کرنی بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ حقہ کشی کی عادت ترک کرنے سے مجھے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔ بجز اس کے کہ کبھی سفر کے دوران جب دوسرے ہم سفر لوگ سگریٹ نوشی شروع کر دیتے تو میرے دل میں بھی اس کی تحریک ہوتی مگر یہ عارضی کشمکش تھی جس کا مقابلہ میرا نفس آسانی سے کر لیتا تھا اس جلسے کے اہتمام میں جو غالباً ۳۱ جولائی اور یکم اگست ۱۹۰۹ء کو ہوا تھا مجھے بہت کوفت ہوئی تھی۔ یکم اور ۲ اگست ۱۹۰۹ء کی درمیانی رات کو نصف شب کے قریب میری آنکھ کھلی اور ضمیر نفس اور ضمیر کی باہمی لڑائی شروع ہوئی۔ ضمیر کا تقاضا تھا کہ بیعت کر لینے کے بعد اٹھو! اور نماز تہجد کا ادا کرو اور نفس کہتا تھا کہ بے شک یہ مستحسن چیز ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ آج ہی نماز تہجد کا پڑھنا شروع کیا جائے جبکہ جلسہ کی دوڑ بھاگ کی وجہ سے طبیعت میں اس قدر کوفت واقع ہوئی ہے آخر کار ضمیر اس دلیل سے غالب آگیا کہ آج تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں جگا دیا ہے اس لیے اٹھو اور دو چار نفل ہی پڑھ لو! اس کی اطلاع میں نے حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کو دی حضور نے تحریر فرمایا کہ آپ انشاء اللہ روحانی لحاظ سے بہت ترقی کریں گے۔ میرے بیعت کر لینے پر جس کا اعلان

مندرجہ بالا جلسہ میں ڈرامائی طور پر ہوا شہر میں بہت ہل چل مچ گئی اور جو لوگ ہمارے مخالف تھے ان کا ایک وفد مرزا ناصر علی صاحب مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے انہیں کہا کہ ہمیں یقین ہے کہ آپ بھی جلد یا بدیر احمدی ہو جائیں گے۔ مگر مہربانی کر کے آپ خاموشی سے بیعت کر لیں اور میرا حوالہ دے کر کہا کہ اس طرح پبلک طور پر نہ کریں۔ ازاں بعد ان لوگوں نے اپنے ایک مولوی کو بلا کر ہر روز ہمارے خلاف وعظ کرانے شروع کر دیئے۔ چنانچہ ایک رات کو میرے مکان کے عین باہر بھی ایسا جلسہ کیا لیکن میں نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ دی اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے مجھے شروع ہی میں فرما دیا تھا کہ آپ تبلیغ کیا کریں مناظروں سے حتی الوسع بچیں۔

جن دنوں میں میں نے بہ شمول مرزا ناصر علی صاحب مرحوم احمدی جماعت کی طرف سے شائع شدہ پوسٹر پر بطور داعیان جلسہ دستخط کئے تھے اس وقت سے ہی ہماری مخالفت میں بعض لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ یہ در حقیقت احمدی ہو چکا ہے لیکن ظاہری طور پر اس بات کو پوشیدہ رکھتا ہوں جب یہ بات مجھے پہنچی تو میں نے جواب دیا کہ نہ تو مجھے کسی کا خوف حقیقت کو چھپانے پر مجبور کرتا ہے اور نہ کوئی لالچ اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ میں اپنے معتقدات کو چھپاؤں اور ساتھ ہی میں یہ بھی کہہ دیتا تھا کہ میں نے جب بھی احمدیت میں شمولیت اختیار کی تو میں کھلے طور پر اس کا اعلان کروں گا چنانچہ مندرجہ بالا جلسہ میں علی الاعلان اپنے آپ کو احمدی جماعت میں داخل کرنے سے میرے اس وعدے کا ایفا ہو گیا۔ مندرجہ بالا مولوی کو بلانے کے علاوہ شہر فیروزپور کے غیر احمدی مخالفین نے ایک بڑا جلسہ منعقد کیا جس میں قریباً بارہ چودہ مولوی باہر سے منگوائے گئے ان میں مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی اور ڈاکٹر عبد الحکیم مرتد پٹیالوی بھی شامل تھے

مولوی ابراہیم صاحب کے وعظ میں جو دوران میں ہوتا رہا میں نے خاص طور پر شمولیت کی ان کی تقریر کے بعد میں نے مختصر سا جواب دیا جس سے پہلے تو ان لوگوں کو شبہ ہوا کہ شاید میں احمدیت چھوڑنے لگا ہوں لیکن جب میں نے انہیں توجہ دلائی کہ جن علماء کو مجھے سمجھانے کے لئے بلایا ہے ان میں حیات مسیح علیہ السلام کے متعلق اختلاف ہے اور اعلان کیا کہ آج شام کو مولوی صاحب کی تقریر کا جواب دیا جائے گا۔ تو ان پر ایک گونہ مایوسی طاری ہو گئی اور ہمارا جواب سننے کے لئے بہت کم غیر احمدی آئے تاہم جوابی جلسہ اپنی مسجد میں کیا اور بعد ازاں جو دلائل میں نے مولوی ابراہیم صاحب کے جواب میں دیئے ان کو کتابی صورت میں "فرزند علی بجواب ابراہیم" کے نام سے شائع کر دیا اس رسالے کی ایک کاپی بذریعہ رجسٹری مولوی ابراہیم صاحب کو بھیجی گئی۔ اس واقعہ کے چند ماہ بعد انجمن حمایت اسلام کے ایک جلسہ کے موقع پر مولوی ابراہیم صاحب سے اتفاقیہ ملاقات ہو گئی تو وہ رسالہ ان کے پاس موجود پایا وہ کہنے لگے کہ میں اس رسالے کا جواب اسی صورت دوں گا جبکہ آپ کے خلیفہ صاحب (حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ) اس رسالے کے مضمون کی تصدیق فرما دیں۔ میں نے کہا کہ یہ مطالبہ ہرگز معقول نہیں ہے جماعت احمدیہ میں لاکھوں شخص ہیں کوئی کچھ لکھتا ہے اور کوئی کچھ۔ ان سب کی ذمہ داری امام جماعت کس طرح لے سکتے ہیں، اگر آپ کے نزدیک میرے رسالہ میں کوئی ایسے دلائل ہیں جن کی وجہ سے بقول آپ کے ہم خیال لوگ گمراہ ہو سکتے ہیں تو ان کا جواب آپ کے ذمہ واجب ہے اور اگر آپ جواب نہ دیں گے تو دنیا خود نتیجہ نکال لے گی۔ میری تبدیلی راولپنڈی سے فیروزپور شروع فروری ۱۹۰۶ء میں ہوئی تھی اس سال کے آخر میں وہاں ایک احمدی دوست بنام ملک محمد حیات خان تھانیدار ہوا کرتے تھے انہوں نے مجھے بڑے زور سے ترغیب دی کہ میں سالانہ جلسہ پر قادیان ان کے ساتھ چلوں۔ نہ صرف اخراجات سفر برداشت کرنے کی پیشکش انہوں نے کی بلکہ کچھ اور سہولتیں بھی پیش کیں جن کی ضرورت میرے جانے سے پیدا ہوتی تھیں۔ وہ اسی بات پر اصرار کرتے رہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی تصدیق قادیان کے مقامی باشندوں سے پوچھ گچھ کر کے کر لوں لیکن افسوس ہے کہ میں رضامند نہ ہوا اور در حقیقت جس قسم کی تحقیقات کی تجویز ملک صاحب کے زیر نظر تھی اس کو میں مفید اور تسلی بخش نہ سمجھتا تھا۔ لیکن ۱۹۰۹ء میں ہوشیارپور کے رہنے والے ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بنام شیخ نجم الدین صاحب سے ایک ملاقات کے دوران میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر چل پڑا میں نے کہا کہ حضرت مرزا صاحب کی زندگی کے متعلق تحقیقات کرنا ایک مشکل بات ہے کیونکہ آپ سے ملنے والے اور آپ کی زندگی سے گہری تعلق رکھنے والے دو ہی قسم کے لوگ ہو سکتے ہیں ایک تو وہ جو تحقیقات کے بعد جماعت احمدیہ میں شامل ہو گئے اور دوسرے وہ جو سارے حالات معلوم کرنے کے بعد بھی مخالفت پر جمے رہے۔ اول الذکر قسم کے لوگوں سے تعریف ہی تعریف سننے میں آئے گی دوسری قسم کے لوگ برائی اور عیوب ہی بیان کریں گے۔ شیخ نجم الدین صاحب نے کہا کہ مرزا صاحب کی زندگی کے حالات تو آپ مجھ سے سنیں۔ شیخ صاحب موصوف احمدی نہیں تھے مگر انہوں نے ہر لحاظ سے حضور کی تعریف اور توصیف کی آپ کی راست بازی اور دین داری اور سرکاری ملازمت کے ایام کے دوران میں ہر قسم کے عیب سے پاکیزگی کی شہادت دی اس سے مجھے نہایت خوشی ہوئی۔ کہ ایک غیر احمدی کی زبان سے حضرت صاحب کے ذاتی حسن خلق کی تصدیق ہو گئی اور مسائل کی تحقیقات کے بعد حضور کے ذاتی اوصاف کے متعلق بھی تسلی بخش شہادت میسر آگئی۔

(باقی آئندہ)

ھر احمدی

کو چاہیئے کہ وقف عارضی کی بابرکت تحریک میں حصہ لے۔

وقفِ جدید کو مضبوط کریں

بانیٔ تحریک وقف جدید سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقفِ جدید کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ

" مَیں نے ابتداء میں ہی جماعت کے دوستوں کو نصیحت کی تھی کہ انہیں وقفِ جدید کا سالانہ بجٹ بارہ لاکھ تک پہنچانا چاہیئے۔ تاکہ اس کے ذریعہ کم سے کم ایک ہزار معلّم ایسے رکھے جا سکیں جو اسلام و احمدیت کی تعلیم لوگوں تک پہنچائیں۔ اور ان غلط فہمیوں کو دور کریں جو ہمارے متعلق ان کے دلوں میں پائی جاتی ہیں ..... ایسا بھی ہو سکتا ہے جبکہ مالی لحاظ سے وقف جدید کو مضبوط بنایا جائے ..... پس دوست اس تحریک کو کامیاب بنائیں، اور نئے سال کے آغاز سے پہلے سے بھی زیادہ ہمت اور جوش کے ساتھ اس میں حصہ لیں۔"

اللہ تعالیٰ نے جملہ مخلصین جماعت ہائے احمدیہ بھارت کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے مندرجہ بالا ارشاد کے مطابق کما حقہٗ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(ناظم وقفِ جدید قادیان)

سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ نوازش مجلس انصار اللہ بھارت کے سالانہ اجتماع کے لئے ۱۴-۱۵ / اکتوبر ۱۹۹۲ء مطابق ۱۴-۱۵ / اخاء ۱۳۷۱ ہش تاریخیں منظور فرمائی ہیں۔ ناظمین۔ نائب ناظمین صوبہ جات زعماء و عہدیداران مجالس انصار اللہ سے درخواست ہے کہ جہاں وہ خود اس اجتماع میں شریک ہونے کی کوشش فرما دیں وہاں اپنے اپنے حلقہ کے انصار بھائیوں کو بھی شرکت کی تحریک کریں۔ نیز دعا و تحریک دعا بھی کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو ہر طرح موجب رحمت و برکت بنا دے۔ آمین۔

صدر مجلس انصار اللہ بھارت

منظوری زعماء کرام مجالس انصار اللہ بھارت

سال ۹۵-۱۹۹۲ء کے لئے درج ذیل زعماء کرام کی منظوری دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر رنگ میں خدمت بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔

صدر مجلس انصار اللہ بھارت

۱۔ مکرم بشیر الدین الہ دین صاحب ـــــــــ سکندر آباد
۲۔ مکرم شمس الدین صاحب ـــــــــ حیدرآباد
۳۔ مکرم کے۔ کے۔ یوسف صاحب ـــــــــ کوچین
۴۔ مکرم عبدالحلیم صاحب ـــــــــ سونگھڑہ
۵۔ مکرم پی پی نور الدین صاحب ـــــــــ مدراس
۶۔ مکرم عبدالقیوم صاحب میر ـــــــــ بھدرواہ
۷۔ مکرم ماسٹر محمد عبداللہ صاحب آہنگر ـــــــــ شورت
۸۔ مکرم شیخ عبدالحکیم صاحب ـــــــــ بھوبنیشور

ولادت

مکرم نثار احمد صاحب معلم وقفِ جدید کو اللہ تعالیٰ نے بیٹے سے نوازا ہے حضور انور نے بچے کا نام "افتخار احمد" تجویز فرمایا ہے۔ بچہ کی صحت و سلامتی درازی عمر خادم دین بننے کے لئے موصوف دعا کی درخواست کرتے ہیں اسی خوشی میں اعانت بدر میں ۲۵/- روپے ادا کئے ہیں (منیجر بدر)

فروگذاشت و درستی صفحات

۱۔ سابقہ شمارہ بدر ۱۴ فبریہ / ۲۱ / مئی ۹۲ء کے صفحہ ۱۱ کالم ۳-۴ پر حضرت سیدہ بیگم صاحبہ حرم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی وفات پر دو قطعات شائع ہوئے ہیں یہ قطعات مکرم خواجہ عبدالمومن صاحب آف اوسلو ناروے کی تخلیق ہیں، سہواً آپ کا نام شائع ہونے سے رہ گیا ہے۔ قارئین! سے نوٹ فرمالیں۔

۲۔ سابقہ شمارہ بدر ۱۸ / احسان (جون) میں پریس کی غلطی کی وجہ سے درمیان والے صفحات غلط لگ گئے ہیں۔ صفحات کی عبارت اس طرح شروع ہوتی ہے۔

ص۳۔ خدا تعالیٰ کی تقدیر بعض دفعہ ایسا کیا کرتی ہے۔
ص۴۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت جاگزین ہے۔
ص۷۔ ۷۷ ہزار ۸۲۷ بنتی ہے۔
ص۸۔ "صداقت حضرت مسیح موعود کی ایک اور دلیل" مضمون شروع ہوتا ہے۔

قارئین بدر اس کے مطابق صفحات نمبر کی درستی فرمالیں۔

(ادارہ)

درخواست ہائے دُعا

۰۔ مکرم سید عبدالعزیز صاحب مقیم نیوجرسی (امریکہ) جن کی تحقیقی نگار شات وقتاً فوقتاً بدر کے صفحات کی زینت بنتی رہی ہیں کچھ عرصہ سے تشویشناک طور پر بیمار و فریش ہیں اور بہت زیادہ کمزور ہو چکے ہیں۔ موصوف کی کامل و عاجل شفایابی اور مقبول خدمت سلسلہ کی تا دیر توفیق پانے کے لئے قارئین بدر کی خدمت میں دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (خورشید احمد انور ناظم وقف جدید)

۰۔ مکرم فیروز الدین صاحب انور کلکتہ اپنے لئے اور احباب جماعت کی روحانی جسمانی ترقیات کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ (ادارہ)

۰۔ خاکسار کو ملازمت ملنے کے لئے کچھ رکاوٹ پیش آرہی ہیں، بہتر سامان ہونے اور صحت و سلامتی کے ساتھ خدمت دین کی توفیق پانے کے لئے درخواست دعا ہے۔ (عاشق خان نرگاؤں)

۰۔ خاکسار کی طبیعت عرصہ ایک ماہ سے خراب ہے کمزوری کے علاوہ ہمیشہ سر درد رہتا ہے کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔ (محمد ساجد ناصری احمدی مانٹ یو۔ پی)

۰۔ مکرم منصور احمد صاحب بی ٹی لندن نے اعانت بدر ادا کرکے اپنی بیٹی عزیزہ طاہرہ جبین احمد صاحبہ جس نے "A" لیول کے امتحانات دئے ہیں کی نمایاں کامیابی کے لئے۔ اسی طرح اپنے اور اپنے اہل خانہ کی دینی دنیوی ترقیات کے لئے درخواست دُعا کرتے ہیں۔ (منیجر بدر)

اعلان نکاح

مورخہ ۲۸ جون بروز ہفتہ بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں محترم مولوی حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے مکرم غلام نبی صاحب ابن محترم غلام قادر صاحب کوریل کشمیر کا نکاح مکرمہ زینت بی صاحبہ بنت مکرم محبوب عالم صاحب مرحوم آف شیندرہ کے ساتھ مبلغ آٹھ ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ قارئین بدر اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔ (ناصر احمد صدر جماعت احمدیہ کوریل)

ولادت

مکرم عبدالقادر صاحب شجاع نمائندہ بدر یادگیر کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے بیٹے سے نوازا ہے جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "عبدالکبیر" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود کے نیک صالح خادم دین بننے کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

(منیجر بدر)

بیرونی ممالک کا دورہ

مینیجر صاحب ہفت روزہ بدر قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے مکرم رفیق احمد صاحب مینیجر ہفت روزہ بدر قادیان جلسہ سالانہ انگلستان لندن اور جلسہ سالانہ جرمنی میں شرکت کر رہے ہیں انشاء اللہ تعالےٰ

ان ممالک کے خریداران بدر اور دیگر احباب جماعت سے گذارش ہے کہ اس موقع پر مینیجر صاحب بدر سے مل کر اپنے چندہ جات کی حساب فہمی فرمالیں اور اخبار بدر کی توسیع اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں جزاکم اللہ

صدر نگران بورڈ بدر قادیان

وزیر اعلیٰ پنجاب و دیگر وزراء کی قادیان میں آمد

جماعت احمدیہ کیطرف سے قرآن (پنجابی ترجمہ) کا تحفہ پیش کیا گیا۔

قادیان ۱۱ر جولائی سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ سابق وزیر پنجاب کی برسی کے موقع پر خالصہ سکول میں ایک بھاری پبلک جلسہ ہوا جس میں قرب وجوار کے گاؤں اور قادیان شہر کے سبھی طبقوں کے مرد وزن نے کثرت سے شرکت کی۔ جماعت احمدیہ کے افراد بھی کثیر تعداد میں شریک ہوئے جن میں محترم ملک صلاح الدین صاحب صدر وقف جدید محترم چوہدری محمود احمد صاحب عارف ناظر بیت المال خرچ، مکرم چوہدری منظور احمد صاحب گجراتی وکیل الاعلیٰ مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوت وتبلیغ مکرم مولوی خورشید احمد صاحب انور ناظم وقف جدید، مکرم منیر احمد حافظ آبادی ناظر امور عامہ بھی شامل تھے

پنڈال میں سیکورٹی کے وسیع انتظامات کئے گئے تھے۔ پروگرام کیمطابق دوپہر کے بارہ بجے کے قریب پنجاب کے وزیر اعلیٰ شری بے انت سنگھ صاحب۔ پنجاب کی راجیہ منتری شریمتی سشیل مہاجن اور وزیر سردار لکھوندر سنگھ صاحب زندھاوا کے علاوہ دہلی سے مرکزی وزیر پارلیمان امور شری غلام نبی آزاد راجیہ منتری سیاحت شریمتی سکھ بنس کور بھنڈر تشریف لائے لیڈر صاحبان نے اپنی تقاریر میں سردار ستنام سنگھ باجوہ مرحوم کی خدمات کو سراہا۔ شری پرتاب سنگھ باجوہ MLA جو انکے بڑے بیٹے ہیں اور شری تریپت راجندر سنگھ باجوہ MLA حلقہ قادیان نے قادیان شہر کی ترقی کے لئے اپنی تقاریر میں زور دیا محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوت تبلیغ نے پروگرام کے مطابق چیف منسٹر سردار بے انت سنگھ ۲۳

(باقی کالم ۲۰۱ پر)

۲۳ کو قرآن مجید تحفہ پیش کیا۔ جسے انہوں نے کھڑے ہو کر احتراماً قبول فرمایا اور اپنی تقریر میں اس عظیم تحفہ اور جماعت احمدیہ کا ذکر کیا۔ اس موقعہ پر ناظر صاحب امور عامہ کی طرف سے قادیان شہر کی ترقی کا میمورنڈم بھی دیا گیا۔ اس طرح یہ تقریب ۲ بجے اختتام پذیر ہوئی (نامہ نگار خصوصی)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹرز
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE :- 04524-649

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS-EXPORTERS- IMPORTERS.
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES.
AND SOLID BRASS NOVELTIES, GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS } 4378/4B- MURARI LAL LANE
ANSARI ROAD, NEW DELHI -110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282643-
FAX:- 91-11-3755121 SHELKA NEW DELHI

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR VANIYAMBALAM-679339
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

SUPER INTERNATIONAL
PHONES :-
OFF:- 6378622.
RESI:- 6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD
(ANDHERI EAST) BOMBAY-400099.

ارشاد نبوی
اَرْشِدُوْا اَخَاکُمْ
(اپنے بھائی کو ہدایت کرو)
(مسلم شریف)
منجانب
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دعا
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۹۔ مینگولین کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

NIR
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
CALCUTTA-700015
ہماری اعلیٰ لذات ہمارا خدا ابدی ہیں
(کشتی نوح)
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل، نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے

YUBA
QUALITY FOOT WEAR
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
بانی پولیمرز کلکتہ ۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز:-
43-4028-5137-5206